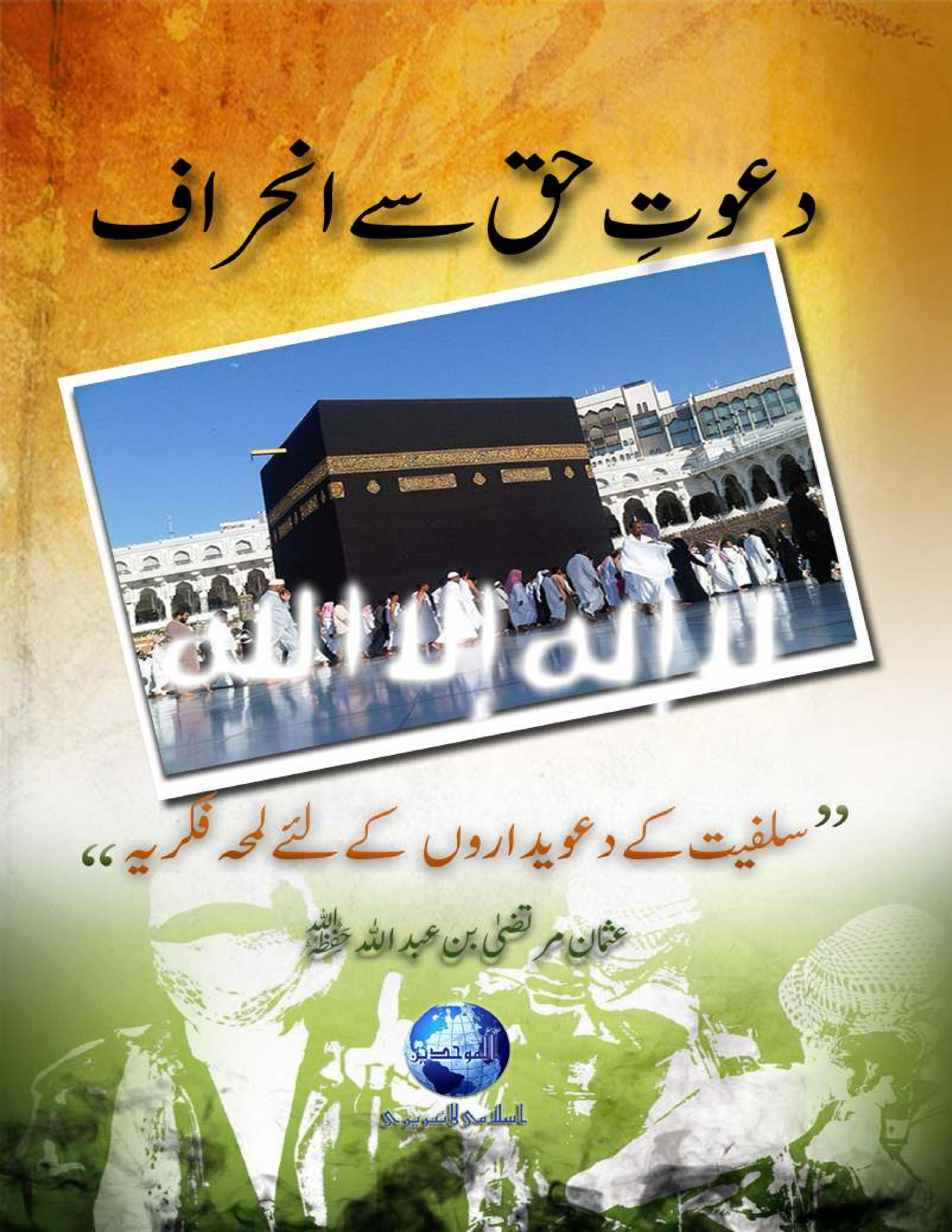

دعوتِ حق سے انحراف
لا الہ الا اللہ
"سلفیت کے دعویداروں کے لئے لمحہ فکریہ"
عثمان مرتضیٰ بن عبد اللہ حفظہ اللہ
الموحدین
اسلامی لائبریری

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لا يُفْتَنُونَ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت: 2-3)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض یہ کہہ کر کہ " ہم ایمان لائے "چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ان سے پہلے جس نے بھی ایمان کا دعویٰ کیا ہے اس کو ہم نے آزمایا ہے پس ضرور ہے کہ اللہ دیکھے کہ ایمان کے دعوے میں سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

دعوتِ حق سے انحراف

(سلفیت کے دعویداروں کے لئے لمحہ فکریہ)

عثمان مرتضیٰ بن عبد اللہ حفظہ اللہ



اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahhideen.tk
info@muwahhideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو حق کو باطل سے ملا کر علم کے باوجود حق چھپا دیتے ہیں

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جب تفصیل میں جایا جائے اور وضاحت طلب کی جائے تو راز منکشف ہو جاتے ہیں دن اور رات واضح ہو جاتے ہیں اہل ایمان ویقین ان دھوکے باز منافقوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں جو حق کو باطل سے ملا کر علم کے باوجود حق چھپا دیتے ہیں۔" (الرسالۃ التسعینیۃ ص26)

نیز فرمایا: "امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا ایک شخص نماز روزے کی پابندی کرے اور دوسرا بدعتی کا ردّ کرے آپ کے نزدیک کون محبوب ہے۔ فرمانے لگے جب وہ نماز پڑھے گا روزے رکھے گا اعتکاف کرے گا اس کا فائدہ صرف اس کی اپنی ذات کو ہو گا اور جب بدعتی کا ردّ کرے گا اس کا فائدہ تمام مسلمانوں کو ہو گا لہٰذا یہ افضل ہے"۔ بات واضح ہے کہ اس کا فائدہ عام مسلمانوں کی دینداری کو ہو گا اس طرح یہ جہاد فی سبیل اللہ سے ہوا کیونکہ اللہ کی سبیل اور اس کے دین، منہج اور شریعت کو (شرک وبدعت کی آلودگیوں سے) پاک کرنا اور دین سے ان (مشرکوں واہل بدعت) کی سرکشی وزیادتی کو دور کرنا فرض کفایہ ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اگر اللہ ان بندوں کو کھڑا نہ کرتا جو ان (مشرکوں واہل بدعت) کے ضرر کو دور نہ کرتے تو دین بگاڑ کا شکار ہو جاتا جبکہ یہ دشمن کے غالب آ جانے کے نقصان سے بڑا نقصان ہے"۔

(مجموع الفتاوٰی: 28/232)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ، ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، ومن یھدہ اللہ فلا مضل له، ومن یضلل فلا ھادی له، واشھد ان لا اله الا اللہ وحدہ لاشریك له، وأشھد ان محمداً عبدہ ورسوله۔ یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساء لون به والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔

یاایھاالذی آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً، یصلحلکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسوله فقد فاز فوزاً عظیما۔ امابعد:

حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنے والو! اللہ نے تم سے عہد لیا ہے کہ۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ(آل عمران:187)

"جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی ہے کہ تم اسے لوگوں کے سامنے بیان کروگے اسے چھپاؤ گے نہیں مگر انہوں نے اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے میں قیمت لے لی کہ بہت بری چیز ہے جو انہوں نے خریدی۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللاعِنُونَ(البقرہ:159)

"جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلائل اور ہدایت نازل کی ہے بعد اس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے وہ بیان کردیئے تھے کتاب میں ان لوگوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔"

جو لوگ راہ حق سے بھٹک گئے ہیں اور حق بات کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ملت ابراہیم کو اپنانے کی توفیق انہیں نہیں ہے تو کم از کم باطل قول تو منہ سے نہ نکالا کریں۔

حق بات بیان کرنے میں خاموشی اختیار کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں وضاحت سے بیان کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے تا کہ ان کے باطل نظریات اور ارجاء کا عقیدہ لوگوں کے سامنے آ جائے۔ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ طاغوتوں کا کتنا ساتھ دے رہے ہیں ان کے سامنے کتنی عاجزی کر رہے ہیں؟ میں جانتا ہوں کہ ان کے خلاف لکھنے پر لوگ ہم پر الزامات لگائیں گے کہ ہم نے زیادتی کی ہے۔ اس لیے کہ جو حق بیان کرتے ہے لوگ اس کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہی ہیں۔ اس کے باوجود ہم جسے حق سمجھتے ہیں اس کا اظہار برملا کریں گے اس لیے کہ ہمارے نزدیک لوگوں کی ناراضگی کی نسبت اللہ کی رضامندی زیادہ اہم ہے ۔ ہمیں اپنی جانوں، بیٹوں اور آباء سے حق زیادہ پسند ہے۔ ہم حق پر مخلوق کو ترجیح نہیں دے سکتے چاہے کوئی بھی ہو۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

يُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدۃ:54)

"اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔"

اگر بات صرف مسائل کی ہوتی تو ہم کبھی بھی اس کا یوں اظہار نہ کرتے مگر بات عقیدہ توحید کی ہے جو اسلام کی بنیاد ہے۔ جس کے بغیر آدمی مومن نہیں رہتا۔ جو مسائل ہم نے کتاب میں نقل کیے ہیں ان کو پڑھ کر آپ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ خود کو اہل حق کہلانے والے حق چھپا کر کتنا بڑا ظلم کر رہے ہیں۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلا النَّارَ وَلا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (البقرہ:174)

"جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے ان پر کتاب میں نازل کیا ہے اور اس پر کم قیمت لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اللہ قیامت میں ان سے نہ بات کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اس کے علاوہ ہم نے بہت سی باتوں کا کتاب میں ذکر نہیں کیا صرف اس وجہ سے کہ کتاب مختصر رہے اور اس کو ہر شخص با آسانی پڑھ سکے۔ اس لئے ہم مقدمہ میں کچھ باتیں آپ کے سامنے مختصراً بیان کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ سلفیت کے دعویداروں نے مشرکین اور مرتدین کے لئے کلمہ گو کی بدعت ایجاد کر دی ہے۔(یعنی جو "لاالہ الااللہ" اقرار کرے وہ کلمہ گو ہے)اس طرح تو یہودی، عیسائی، قادیانی اور شیعہ بھی "لاالہ الااللہ" کا اقرار کرتے ہیں۔ تو کیا یہ بھی کلمہ گو ہیں؟ اس طرح یہ لوگ تو کلمہ گو کافر ہوئے؟ ان

کے مطابق اگر کوئی کلمہ گو لاعلمی میں شرکیہ یا کفریہ اعمال کرے تو وہ مشرک کافر نہیں ہوتا کیونکہ وہ کلمہ گو ہے۔ اسی طرح بے نمازی شخص، پرویزی یا منکرین حدیث جو کہ کافر ہے اور یہ سلفیت کے دعویدار بھی بڑے زور شور سے ان کو کافر کہتے ہیں۔ مگر جب ان جیسے لوگوں کا جنازہ مسجد میں آجائے تو نماز جنازہ پڑھانے میں دیر نہیں لگاتے۔ جب کوئی شخص ان علماء کی ان باتوں کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے تو یہ علماء ان کو تکفیری، خارجی اور پتہ نہیں کیا کیا القابات سے نواز کر بدنام کرتے ہیں۔ میں نے یہ چند اوراق اسی مقصد کیلئے تحریر کئے ہیں کہ صحیح صورت حال مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکوں اللہ سے توفیق اور خلوص نیت کی دعا ہے۔ اللہ اسے نفع بخش بنائے۔ اللہ رب العالمین اپنے دین کی نصرت فرمائے اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے اور ہماری زندگی اسلام کی خدمت میں کھپ جائے۔ اے اللہ ہمیں اپنے دین کا محافظ اور مددگار بنادے اور ہمیں شہادت فی سبیل اللہ کی نعمت عطا فرما۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان علماء کی خاموشی نے اسلام کو تباہ کر دیا ہے

عوام کی جہالت اور غفلت کے ذمہ دار بھی یہ علماء ہی ہیں

در حقیقت علماء اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کو یہ الزام دیا جائے اس لئے کہ وہ جب مسلم ممالک کی غاصب و جابر حکومتوں کے استعمار پرستانہ کاموں کی تائید کرتے ہیں یا کبھی ان کی ایسی کاروائیوں پر خاموش رہتے ہیں تو یہ دراصل استعمار کی پشت پناہی ہے یا کم از کم اس کو برداشت کرنے کے مترادف ہے۔ دوسرے مسلم عوام کی جہالت اور غفلت کے ذمہ دار بھی علماء ہی ہیں۔ اس لئے علماء نے عوام کو ان معاملات کے بارے میں نہ اسلامی احکام بتائے ہیں اور نہ کبھی ان کو یہ بتایا ہے کہ دراصل اسلام ہے کیا اور چاہتا کیا ہے ۔

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت خود علماء کرام اسلام اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہوگئے ہیں اس لئے کہ انہوں نے کبھی عوام کو یہ نہیں بتایا کہ غیر ملکی استعمار پسندوں کے بارے میں اسلام کے احکام کیا ہیں اور نہ انہوں نے یہ بتایا کہ جو حکومتیں بیرونی استعمار کی پشت پناہی اور مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی کرتی ہیں ان کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے استعمار (غیر اللہ کے نظام و قانون) کو برداشت کر لیا ہے اور استعمار پرست حکومتوں کی اطاعت کر رہے ہیں۔ علماء کرام کی خاموشی نے اسلام کو تباہ کر دیا ہے اور عوام نے نہ صرف اس تباہی کو قبول کیا ہے۔ بلکہ ایک طرح سے وہ بھی اس میں مدد و معاون بن گئے ہیں دراصل عوام کو علماء کے متعلق یہ یقین ہے کہ جو بات اسلام کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو اس علماء ہرگز خاموش نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ہماری حکومتیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ اسلام کے خلاف نہیں ہیں۔

علمائے کرام نے اپنی آنکھیں اور کان بند اور منہ سی رکھے ہیں اور کئی صدیوں سے اسلام کی طرف سے بے پرواہ ہو کر غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام بھی غافل اور بے نیاز ہوگئے ہیں اس لئے کہ عوام خیال کرتے ہیں کہ اگر اسلام محفوظ نہ ہوتا تو علماء خاموش نہ رہ سکتے تھے۔

علمائے اسلام کا خواب غفلت طویل مدت سے جاری ہے اور اس دوران انہوں نے نہ تو اسلام کے خلاف جاری ہونے والے کسی حکم کو رکوایا اور نہ خلاف اسلام رسوم واطوار واوضاع پر ٹوکا اور نہ کبھی اس مقصد سے متحد ہوئے کہ احکام اسلام کی بحالی کی اجتماعی جدوجہد کریں۔

حاکموں نے بڑے بڑے مظالم کئے۔ حرام کاموں کو حلال قرار دے دیا، انسانی خون بہایا، شرفاء کی عزتوں سے کھیلے، زمین میں فساد برپا کیا، حدود اللہ پر دست درازی کی، یہ سب کچھ ہوا لیکن علماء کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ نہ تو ظلم دیکھ کر حرکت میں آئے اور نہ حرام کے حلال کئے جانے پر ان کی رگ حمیت پھڑکی۔ گویا نہ تو اسلام کا علماء سے کوئی مطالبہ ہے اور نہ ان پر کوئی فرض عائد ہوتا ہے ،نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کی ذمہ داری ہے اور نہ حکام کو نصیحت کرنا ان پر واجب ہے اور نہ احکام اسلامی کی بحالی کی جدوجہد ان کا فریضہ ہے۔ اسلامی ممالک غلام بنالئے گئے تب بھی علماء کی حمیت جوش میں نہ آئی نہ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں حملہ آور دشمن سے جہاد کرنے اور غلامی کے خلاف مزاحمت کرنے کا کتنا شدید حکم ہے اور نہ حملہ آوروں اور ان سے دوستی کرنے کے بارے میں اسلامی احکام بیان کئے۔

اسلامی ممالک میں مغربی قوانین نافذ کئے گئے جو اسلام کے احکام سے متضاد ہیں اور نتیجۃً اسلام معطل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزیں حرام قرار پا گئیں اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا حلال ہو گئیں لیکن ہمارے علماء نہ تو اسلام کی پامالی پر بے قرار ہوئے اور نہ انہیں اپنے مستقبل کی بربادی سے پریشانی لاحق ہوئی۔ حالانکہ ان کا مستقبل ان کا کھانا پینا اور زندہ رہنا سب اسلام کے سبب اور اسلام کے نام کی برکت سے ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنے اور اسلام کے مستقبل کے تحفظ کے لئے نہ کبھی باہم مشورہ کیا اور نہ کوئی اجتماعی کوشش کی۔

اسلامی ممالک میں ہر طرف فسق وفجور اور لاقانونیت کا دور دورہ ہے' شراب خانے اور رقص گاہیں کھل گئی ہیں۔ مسلمانوں حکومتوں نے مسلمان لڑکیوں کو بدکاری کی اجازت دے دی ہے، لوگ اعلانیہ اسلام کے خلاف کام کرنے لگے ہیں لیکن ہمارے علماء سمٹے سکڑے بیٹھے ہیں اور ان تمام مکروہات ومحرومات پر صرف سر ہلا کر اور منہ بنا کر رہ جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ علماء ایک خدمت یہ بھی انجام دیتے رہے ہیں کہ جب بھی کسی حکوت کا معاملہ عوام کی نظروں میں بگڑنے لگتا ہے تو وہ حکومت علماء کا سہارا لیتی ہے اور علماء فوراًاس کی مدد کو پہنچتے ہیں اور مسلم عوام کو اس حکومت کی اطاعت وفرماں برداری کا درس دیتے ہیں جو شراب، زنا اور ہر قسم کے فسق وفجور بلکہ کفر تک کو جائز قرار دیتی رہی ہے اور پھر اسلام کے نام کی برکت سے لوگوں کے ذہن

بدل دیتے ہیں اور حکومت اور حکومتی جماعت کو لاحق خطرہ ٹل جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ علماء کا یہ مذاق طویل مدت سے جاری ہے اور کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ مسلم عوام یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ جس بد کرداری اور اسلام سے انحراف کی زندگی وہ گزار رہیں ہیں وہ اصلی اسلام ہے۔ علماء کی روش سے اسلامی احکام بحال کرنے کی کوششوں سے بے اعتنائی برتنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف فسق وفجور کا دور دورہ ہے اور اصلاح احوال مفقود ہے۔

علماء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں ان کو کسی طرح یہ زیب نہیں دیتا کہ نیابت انبیاء کے منصب کا اس طرح غلط استعمال کریں۔ اسلام نے علماء پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ اب اگر علماء کرام ہی اس فرض کو ادا نہ کریں تو دوسرا کون کرے گا۔

علماء کرام! اپنے اور اسلام کے معاملے میں جو اقدام کرو خوف اللہ کے ماتحت کرو۔ اے حضرات علماء آپ کا طبقہ حکومتوں اور حاکموں کی نظر میں صرف اس لئے ذلیل ہو گیا ہے کہ آپ نے اسلام کا احترام وتحفظ نہیں کیا آپ حضرات کی عزت اسلام کی عزت سے وابستہ ہے۔ آپ کی قوت اسلام ہے اگر آپ ان لوگوں کو اپنی عزت و قوت کا کچھ بھی خیال ہے تو اسلام کی عزت و قوت کے لئے کام کیجئے۔

حضرات علماء ! آپ کا احکام الٰہی بیان کرنے سے باز رہنا اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے شعائر اللہ کی تذلیل ہوتے دیکھ کر بھی چشم پوشی کرتے رہنا ہرگز اسلام پر عمل کرنا نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کا اپنے مدارس میں طلبا کو اسلامی احکام کی تعلیم دینا جب کہ حکومتیں اسلامی احکام نافذ کرنے پر تیار نہیں ہیں، کسی طرح اسلام کی خدمت نہیں ہے۔

حضرات علماء !اسلام یہ نہیں ہے کہ آپ منبروں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اخلاقیات وعبادات کی تلقین کریں لیکن حکومت اور حاکموں سے متعلق نیز قانون، عدالتی امور، اقتصادی اور اجتماعی مسائل اور دشمنوں اور دوستوں کے بارے میں اسلام کے جو احکام و فرامین اور رجحانات ہیں ان سے لوگوں کو بے خبر رکھیں۔

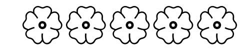
آپ لوگ کھل کر ہر بات لوگوں کو کیوں نہیں بتاتے جب کہ آپ کا کام ہی دوسروں کو ہر وہ بات بتانا ہے جو وہ نہ جانتے ہوں۔

آپ حضرات عوام کو کیوں نہیں بتاتے کہ غلامی کے بارے میں اسلام کے کیا احکام ہیں اور ان لوگوں کے متعلق اسلام کیا حکم دیتا ہے جو غلامی کو پسند کرتے ہیں اور غلام بنانے والوں سے دوستی کر کے اپنی اسلام سے نفرت اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ

حضرات مسلمانوں کو وہ احکام کیوں نہیں بتاتے جو اسلام ان حاکموں کے بارے میں بتاتا ہے جو مسلمانوں پر خلافِ اسلام احکام مسلط کرتے ہیں کیا اسلام ان لوگوں کی اطاعت اور ان کی ذاتی اغراض ومفادات کی پیروی کا حکم دیتا ہے یا ان کی مخالفت کرنے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے کا حکم دیتا ہے ؟ آپ لوگوں کو مغربی قوانین کے سلسلے میں یہ کیوں نہیں بتاتے کہ اسلام ان کو ماننا ضروری قرار دیتا ہے یا ان سے سر تابی اور بغاوت کا حکم دیتا ہے۔

اے علماء کرام! میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ آپ میں ایک چھوٹی سی بہت ہی قابل احترام اقلیت ایسی موجود ہے جو پوری طرح کتاب اللہ پر عمل کرتی ہے اور احکام قرآنی پر استقامت سے جمی ہوئی ہے اور آپ میں ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اپنا علم، اپنی قوتیں اور اپنی پوری زندگی احکام قرآنی کو قائم اور بحال کرنے میں صرف کردی ہے اور اللہ کے کاموں سے کسی قسم کا خوف ان کو باز نہیں رکھ سکا۔ لیکن یہ لوگ بہت تھوڑے ہیں پھر یہ خود کو علماء کہلانے اور آپ لوگوں کی طرف انتساب کو بھی اچھا خیال نہیں کرتے۔ ان چند منتخب اور ممتاز لوگوں کا عمل آپ لوگوں کی کوتاہیوں کا مداوانہ بن سکے گا اور نہ آپ کی ذمہ داری کے بوجھ کو کم کر سکے گا نہ آپ پر سے بے اعتدالی اور بے عملی کے الزام کو دور کر سکے گا۔

اس لئے اے علماء کرام آپ سب کو ان نیک لوگوں کی مانند کام کرنا، ان کے نقشِ قدم پر چلنا اور اسلام کی کچھ خدمت کرنا چاہیئے ۔ آپ لوگوں کو خاموش ہوئے ایک طویل مدت گزر چکی ہے اور اس وقت آپ سب کے لئے اور اسلام کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنا سکوت وجمود توڑ دیں اور کچھ کریں اور زبان کھولیں۔



ان علماء کا عقیدہ ہے کہ

ہم کسی مسلمان کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ گناہ کو حلال نہ سمجھے

ان لوگوں کا ردّ جو ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز کے علاوہ اعمال واقوال میں اس وقت تک کفر نہیں جب تک وہ عقیدے میں شامل نہ ہو۔

یہ جان لیں کہ جو لوگ علم اور دعوت الیٰ اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے بہت سے اقوال ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ کوئی قول یا عمل ایسا نہیں جو کہ اس کے کرنے والے کو کافر بنائے مگر یہ کہ اس قول یا عمل کے ساتھ اعتقاد بھی ہو، اگر کفری قول و عمل کے ساتھ ان کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ ہو تو وہ (ان کے نزدیک) کفر نہیں ہے۔ اور نماز کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ شاید ان کے اکثر لوگ عبد اللہ بن شفیق العقیلی کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

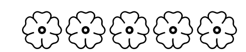
(کان اصحاب محمد ﷺ لا یرون شیئًا من الاعمال ترکه کفر غیر الصلاۃ)

"آپ ﷺ کے صحابہ نماز کے علاوہ اور کسی بھی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔" (ترمذی نے اس کو روایت کیا، حاکم نے بھی اس کو روایت کیا اور صحیح کہا ہے)

اور وہ اس مشہور قول سے بھی استدل لیتے ہیں کہ "وَلَا نُكَفِّرُ مُسْلِمًا بِذَنْبٍ مَا لَمْ يَسْتَحِلَّهُ" "ہم مسلمان کی تکفیر اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک اس کو حلال نہ سمجھے، شاید بعض نے اسے مرفوع کے درجہ پر پہنچا کر حدیث ہی بنا دیا ہے۔ معنی اس کا یہ ہے کہ "ہم کسی مسلمان کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ اپنے گناہ کو حلال نہ سمجھے"۔ ہم کچھ لوگوں سے بالمشافہ اس بارے میں بات کر چکے ہیں اور ہم نے انہیں بہت سی مثالیں بھی دیں۔ جو کہ ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں، جیسا کہ گالی دینا اور مذاق کرنا اور بت کو سجدہ کرنا وغیرہ۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ اقوال اور اعمال جیسی چیزیں اعتقاد کے بغیر نہیں ہوتیں گالی دینے والا یا مذاق کرنے والا یا بت کا سجدہ کرنے والا لازماً اپنے اندر عقیدے کا فساد رکھتا ہے اور دین کو کم تر سمجھتا ہے جو کہ اُسے گالی دینے اور مذاق اڑانے جیسی چیزوں پر اکساتا ہے اور یہی کفر ہے، نہ کہ اعمال، کسی بھی عمل پر عقیدے کے بغیر کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

یاد رہے کہ اصل اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجانا کفر ہے یا نہیں؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے تب کافر کہا جائے گا جب وہ اللہ کے حکم سے انکار کرے اور طاغوت کے فیصلے کو حلال سمجھے (یعنی عمل کفر کا سبب نہیں ہے بلکہ اندرونی اعتقاد کا

اعتبار کیا جائے گا)طواغیت سے مراد یہاں اس دور کے وہ قانون ساز ہیں جو اللہ کے دین وشریعت کے ہوتے ہوئے اپنا قانون بنارہے ہیں۔اب یہ لوگ ان طواغیت کے اس عمل یاان کے پاس فیصلے لے کر جانے والوں کے اس عمل کو صرف اس صورت میں کفر قرار دیتے ہیں جب اللہ کے حکم کا انکار کرتے ہوں اور طاغوتی فیصلے کو حلال وجائز سمجھتے ہوں ورنہ اس شرط کے بغیر طاغوت سے فیصلہ کرانا یاشریعت بنانا اللہ کا مذاق اڑانا،اللہ کی شریعت کی مذمت کرنا غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر نہیں ہے۔میرا گمان تھا کہ یہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو دین کے معاملے میں لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عالم اور داعی کہلانے والے عوام وخواص میں مقبول بعض حضرات بھی اس قسم کی کمزور اور دلائل سے یکسر عاری رائے کا اظہار کرتے ہیں دراصل یہ علماء اور دین کے مبلغ کہلانے والے مرتد اور گمراہ حکمرانوں کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔



ان علماء نے وضو، نماز، روزہ اور حج کے نواقض تو بیان کئے

مگر ایمان کے نواقض کبھی بیان نہیں کئے جو (لا الہ الا اللہ) کے منافی امور ہے

نواقض الایمان یا نواقض الاسلام (یعنی ایمان / اسلام کو توڑ دینے والے امور)

نواقض کہتے ہیں کسی عمل کو خراب، فاسد، باطل کرنے والے امور عمل، قول کو۔ ہر مسلمان موحد پر اسی طرح لازم ہے کہ وہ ایسے اعمال و اقوال اور امور سے واقف ہو جو توحید کو فاسد یا باطل کرنے والے ہیں جس طرح کہ نماز کو باطل کرنے والے اعمال سے ایک نمازی کو واقف ہونا چاہیئے اسی طرح توحید کو باطل کرنے والے بھی کچھ اعمال ہیں جب کوئی موحد ان میں سے کسی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکی توحید باطل ہو جاتی ہے وہ مشرک کافر بن جاتا ہے۔

ایمان کے نواقض مندرجہ ذیل ہیں

① اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿الزمر:65﴾

(اے محمد ﷺ) آپ کو اور آپ سے پہلے والے) انبیاء کو) وحی کی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والے ہو گے۔

فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء:48)

”بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف فرمادے گا۔“

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائدہ:72)

یقین مانو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور ظالموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

اسی لئے قبروں وغیرہ کے پجاری مشرکین اپنے معبودوں کو کہیں گے۔

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ،وَمَا أَضَلَّنَا إِلا الْمُجْرِمُونَ (شعراء:98-99)

قسم اللہ کی! یقیناً ہم تو کھلی گمراہی پر تھے جب تمہیں اللہ رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے''

② جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کسی کو وسیلہ ذریعہ بنائے اور اس وسیلے کو پکارے 'اس سے سفارش مانگے اور اس پر توکل کرے وہ شخص مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کافر ہو گا۔

اسی مضمون کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ لا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلا فِي الأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ،وَلا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ (سبا:22-23)

''کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے۔ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ شفاعت کی (درخواست) بھی اس کے پاس کچھ فائدہ نہیں دیگی۔ سوائے ان کے جن کو وہ خود اجازت مرحمت فرمائے گا''۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلا تَحْوِيلا ،أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا (بنی اسرائیل:56-57)

''انہیں پکارو جن کو تم اللہ کے علاوہ کچھ سمجھتے ہو! لیکن یاد رکھو نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ (پکارے جانے والے) اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں۔ کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں''۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَلا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لا يَنْفَعُكَ وَلا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ،وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلا كَاشِفَ لَهُ إِلا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (یونس:106-107)

"اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارو، جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ کوئی اور اس کو دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو ہٹانے والا کوئی نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت ورحمت والا ہے"۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ (الزمر:38)

"(اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) آپ ان سے کہیے! کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر رحمت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں"۔

قرآن کریم کی اکثر آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اللہ کے لئے خالص ہو کر کی جائے اور اللہ کے اور مخلوق کے درمیان کسی کو واسطہ یا وسیلہ نہ بنایا جائے کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ:186)

"اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی ہدایت کا باعث ہے"۔

اسی لئے جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے یہ بات کہی گئی کہ "جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم چاہیں اور اللہ چاہے۔ یہ بات سن کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا

(اجعلتني لله عدلاً؟ قل ما شاء الله وحده) (مسند احمد: 1/214-214)

"کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دیا ہے۔ تمہیں یہ کہنا چاہیے کہ جو اللہ وحدہ لاشریک چاہے"۔

③ جو شخص مشرکین کو کافر نہ کہے یا مشرکوں کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے۔ کیونکہ اسلام کی حقیقی تعریف ہے۔

(الاستسلام للہ باالتوحید، والانقیاد لہ، باالطاعۃ، والبراءۃ من الشرك وأھلہ)

" توحید پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کا مطیع بن جانا۔ اطاعت کرنا اور شرک و مشرکوں سے دوری و براءت اختیار کرنا"

اسی طرح صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(من قال لاالہ الا اللہ، وکفر بما یعبد من دون اللہ، حرم مالہ ودمہ، وحسابہ علی اللہ) (صحیح مسلم)

" جو شخص کلمہ توحید پڑھے اور اللہ کے علاوہ دیگر معبودوں کا انکار کرے۔ اس کا مال اور اس کی جان حرمت وعزت والی ہے۔ اور اس کا حساب وکتاب اللہ تعالیٰ پر ہو گا۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ:4)

"مسلمانو! تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔ جب ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد) کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں، ہمیشہ کے لئے نفرت وعداوت ظاہر ہو گئی"۔

اس آیت میں دینِ ابراہیمی کے اصول واضح نظر آتے ہیں۔ اللہ کے فرمان کے مطابق جو شخص ملتِ ابراہیمی سے بے رغبتی کرے گا تو وہ بے وقوف ہو گا۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (البقرۃ:256)

"جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے گا۔ تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا ہے"۔

امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ طاغوت کے انکار کرنے کی صفات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(أن تعتقد بطلان عبادة غير الله، وتتركها، وتبغضها، وتكفر أهلها، وتعاديهم)
" طاغوت کا انکار اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ تم غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھو اس سے بغض و نفرت کرو مشرکوں کا انکار کرو اور ان کو اپنا دشمن جانو!"

فرمان باری تعالیٰ ہے۔
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ (التوبۃ:5)
"مشرکوں کو جہاں پاؤں قتل کرو، انہیں گرفتار کرو ان کا محاصرہ کرو، اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکٰوۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو"۔

جب بھی لوگوں نے کتاب و سنت سے منہ پھیرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان ہی کے دشمنوں کو مسلط کر دیا۔ اسی طرح جب بھی حکام وقت نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کو چھوڑ کر خود ساختہ ملعون قوانین پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا مسلمان چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بٹ گئے ان کے دشمنوں نے ان پر غلبہ پا لیا کیونکہ چھوٹے چھوٹے ممالک کے امراء کو صرف اپنے اپنے منصب و تخت کی فکر ہوتی ہے۔

دین کو غلبہ ملے یا نہ ملے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی حالانکہ ان مسلمانوں کی عزت و شوکت دین کی وجہ سے تھی دین کی مدد کرتے تو دنیا پر غلبہ بھی ملتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر سردار، امیر اور حاکم وقت پر لازم کیا کہ وہ قوانین الٰہی کو نافذ کرے۔ لیکن انہیں کوئی شعور ہی نہیں ہے کیونکہ کفار کی دوستی اور بری صحبت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ علماء و داعی حضرات نے بھی اس مسئلے میں سلاطین و حکمرانوں کو اس عقیدہ (کفار کے ساتھ دوستی و دشمنی) سے متعلق احکام سے باخبر رکھنے اور انہیں عقیدہ الولاوالبراء (اللہ ہی کے لئے محبت اور اسی کے لئے نفرت) کی تعلیم دینے و نصیحت کرنے میں غفلت اور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ اکبر! اللہ ہی ہے جس سے مدد طلب کی جائے۔

ہر مسلم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کفار مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ مسلمان بھی ان جیسے بن جائیں۔اگر غیور مسلمان 'خواب غفلت سے نہ جاگے تو وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا پھر حسرت و ندامت کے آنسو بہانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کفار غلبہ پالیں گے اور مسلمان مغلوب ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ یہ دستور دنیا ہے۔

(مَنْ لَمْ يَغْزُ غُزِيَ) '' جو خود بڑھ کر جنگ نہ کرے گا تو دشمن اس پر حملہ کر دیں گے''

لہٰذا اس منہج کی تبلیغ یعنی کفار سے دوستی کے برے نتائج و عواقب سے ضرور آگاہ کرنا چاہیے۔ ہر عالم ہر خطیب اور امام مسجد پر لازم ہے۔ کہ وہ کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں عوام الناس کو کفار سے میل جول رکھنے ان کے ملکوں میں بلاوجہ آنے جانے کے خطرات سے آگاہ کریں اللہ تعالیٰ نے مسلمان و کافر کے درمیان تمام تر دلی محبت و دوستی کے تعلقات کو ختم کر دیا ہے۔اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (التوبۃ:23)

''اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ ظالم ہو گا''۔

ارشادِ الٰہی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ (مجادلۃ:22)

''اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے قبیلے کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی روح (یعنی قرآن) سے مدد کی۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم) (بخاری و مسلم)

”کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا اور اسی طرح کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔“

اور ایک حدیث میں فرمایا۔

(لایقتل مسلم بکافر) (بخاری: 1/204)

”کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔“

یہ تمام آیات احادیث کفار کی اہانت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ﴿انما المشرکون نجس﴾ (التوبۃ: 28)”مشرکین ناپاک و نجس ہیں۔“

تمام مسلمانوں کو خبر دار رہنا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے کبھی خوش اور راضی نہ ہوں گے جب تک مسلمان کفار کی پیروی نہ کریں اور ان کے نقش قدم پر نہ چلیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلا نَصِيرٍ (البقرۃ:120)

” (اے نبی ﷺ) آپ سے یہود و نصاریٰ کبھی راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔ آپ کہہ دیجئے۔ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ کوئی مدد گار“۔

اس آیت میں کفار کے دین کی پیروی کرنے والوں کے لئے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے بھی مشرکوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ ان سے دوستی لگا کر مسلمان ان جیسے نہ جائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

(أنا برئ من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین) (ابوداؤد، ترمذی)

” میں ان مسلمانوں سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش اختیار کرتے ہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،مسلمان کفار سے کتنا دور رہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتنا دور رہیں کہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ پائے۔

آگ دیکھنے سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کے قریب نہ رہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

(لا یقبل الله من مشرك بعد ما أسلم عملاً او یفارق المشرکین الی المسلمین) (نسائی)

" اللہ تعالیٰ کسی مشرک کے اسلام لانے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک وہ مشرکوں سے دور ہو کر مسلمانوں میں داخل نہ ہو جائے۔"

ان حالات میں، جن سے ہم دوچار ہیں۔ ہم اس دین کی غربت اور مسلمانوں کے بدلتے ہوئے حالات کی اللہ ہی سے شکایت کرتے ہیں۔ ہم تمام مسلمان ان واضح آیات واحادیث کو سنتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم کفار سے میل جول رکھتے ہوئے ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بنے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

(من جامع المشرك، وسكن معه فانه مثله) (ابوداؤد)

" جو شخص مشرکوں سے میل جول رکھے ان کے درمیان رہائش اختیار کرے وہ انہی کی مانند ہے۔"

کہاں ہے دین ابراہیمی!! کہاں گئی اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی!! ملتِ ابراہیم کا منہج چھوڑ دیا گیا ہے اب یہ منہج دنیا میں بہت کم پایا جاتا ہے اور اس کے نشانات دنیا سے مٹ چلے ہیں دینِ اسلام تو بغضِ کفار، محبت مسلم اور سرکش وظالم سے برأت وخلاصی پر مبنی ہے وادئ بطحاء کے نبی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مضبوطی سے تھامنے والے موجود نہیں ہیں۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور ہمارے دلوں پر لگا گناہوں کا زنگ صاف کر دے۔

(۴) جو شخص یہ اعتقاد، یہ نظریہ رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے علاوہ کسی دوسرے کی ہدایت زیادہ کامل ہے یا کسی اور کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے زیادہ بہتر ہے تو اس کا یہ نظریہ اسلام کے خلاف ہے مثلاً کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر طاغوت کے حکم کو ترجیح دے۔

نبی کریم ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

(أما بعد فإن خیرا الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد) (صحیح مسلم:6/ 153)

" سب سے بہترین کلام کتاب الٰہی ہے۔ اور سب سے بہترین ہدایت ہدایت محمدی ہے۔"

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہدایت محمدی کامل ترین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا منہج وحی الٰہی پر مبنی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوَی، إِنْ ھُوَ إِلا وَحْیٌ یُوحَی (نجم:3-4)

"(نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے) جو کہتے ہیں۔ وہ صرف وحی الٰہی سے کہتے ہے"۔

اس آیت کی رو سے علماء کرام نے اجماع کیا کہ سنت اسلامی قوانین میں قرآن کے بعد دوسرا ماخذ ہے۔ اور قانون کے لئے سنت ایک مستقل بنیاد ہے احکام اسلامی میں قرآن کے بعد سنت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے حلال وحرام قرار دینے میں سنت بھی میں قرآن ہی کی طرح ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اہل کتاب کی کتاب دیکھی تو فرمایا:

(أمتھوکون فیھا یا ابن الخطاب؟ والذی نفسی بیدہ، لقد جئتکم بھا بیضاء نقیة ....) (مسند احمد)

" اے عمر بن خطاب کیا تم اب بھی ان کتابوں میں مشغول ہوتے ہو اللہ کی قسم میں تمہارے پاس ایک واضح اور شفاف دین لے کر آیا ہوں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعتِ محمدی تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔ اور پچھلی تمام شریعتوں کی بنسبت ہلکی اور زیادہ آسان بھی۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

(أحب الادیان الی اللہ الحنیفیة السمحة) (اخرجه البخاری فی الأدب المفرد وعلقه فی صحیحه بصیغة الجزم،وحسنه ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی الفتح:1/ 94)

"اللہ تعالیٰ کو تمام دینوں میں سے سیدھا اور یک طرفہ دین (اسلام) پسند ہے۔"

ان احادیث پر غور کیجئے اور بتائیے کیا اب بھی ہدایت محمدی ﷺ سے بہتر کوئی اور ہدایت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان دیکھئے۔

(والذی نفسی بیدہ، لوکان موسیٰ بین اظھرکم، ثم اتبعتموہ وترکتمونی لضللتم بعیداً) ؟!

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے پاس آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگ جاؤ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ پر احسان فرمایا ہے کہ اس نے دین کو کامل بنادیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر محمد ﷺ کے ذریعہ نچھاور کر دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلامَ دِينًا (المائدة:3)

''آج میں نے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرما لیا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران:85)

''جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین تلاش کرے تو اس کو قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا''۔

اس آیت کی رو سے دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرنے والا کافر ہو گا۔

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے علاوہ کسی اور کا حکم مثلاً طاغوت کا حکم اچھا اور احسن ہے تو اس کا یہ نظریہ اسلام کے خلاف ہے ایسا شخص علماء امت کے اجماع کے مطابق کافر ہو گا۔ یہ لوگ اس لئے کافر ہوں گے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کم تر لوگوں کے قوانین، یا اپنے خود ساختہ قوانین کو رسول اللہ ﷺ کے قوانین سے بڑھ کر سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث ہی اسی لیے کیا تھا کہ آپ لوگوں کو شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔ لہٰذا اب کوئی دوسرا نظریہ یا قانون کیسے بہتر ہو سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (ابراہیم:1)

"یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریف والے رب کے راستے کی طرف لائیں۔"

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء:65)

" تیرے پروردگار کی قسم یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ تین کام سر انجام نہ دے۔

① تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ ہی کو حاکم سمجھے۔

② رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر اپنے دل میں ناخوشی و تنگی محسوس نہ کرے۔

③ ہر فیصلے کو فرماں برداری کے ساتھ قبول کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ:44)

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے"۔

پس اللہ ہی ہے کہ جس سے شکایت کی جاسکتی ہے!! وہی فریادوں کو سننے والا ہے وہی ہے جس پر بھروسا کیا جاتا ہے۔

کفر اور گمراہی کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ دور رسول اللہ ﷺ کے دور جیسا نہیں ہے۔ ایسا کہنے والا سمجھتا ہے کہ موجودہ دور کے قوانین رسول اللہ ﷺ کے احکامات سے بہتر ہیں۔ لہٰذا اس دور میں غیر اللہ کے قوانین نافذ کرنا چاہیے ہے۔

کفر اور گمراہی کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اللہ کے نازل کردہ قوانین کے خلاف فیصلہ کرنا جائز ہے، یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ایک ایسی چیز کو حلال قرار دیدیا کہ جس کے حرام ہونے پر کوئی اختلاف نہیں۔

⑤ جو شخص دین اسلام میں سے کسی ایسی چیز کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں' ناپسند کرے اس سے نفرت رکھے تو وہ کافر ہو گا اگرچہ خود اس پر عمل کرتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(من قال لا الہ الا اللہ خالصًا من قلبہٖ دخل الجنۃ) (احمد 'ابن حبان)

" جو شخص " خلوصِ دل " سے (لا الہ الا اللہ) پڑھے وہ جنتی ہو گا۔"

اس حدیث میں خلوصِ دل کی شرط لگائی گئی ہے لہٰذا جو شخص قرآن وحدیث کو ناپسند کرے وہ خلوصِ دل سے کیسے مانتا ہو گا؟۔

اسی موضوع کے مطابق فرمانِ الٰہی ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ، ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ (محمد:9)

"اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے ہلاکت ہے اللہ ان کے اعمال غارت کرے گا اور یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے سو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے"۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو ناپسند کرنے والوں کے اعمال کو کوڑا کرکٹ بناڈالا ان کو ضائع کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پر عمل کرنے والوں اور اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے اس کے برعکس ناپسند کرنے والوں کے اعمال کو ضائع کرنے کا حکم سنایا اور ہر وہ شخص جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کو ناپسند کرے، اس کے تمام اعمال برباد ہیں۔ اگرچہ وہ خود ان پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو۔

جیسا کہ یہ آیت ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (محمد:28)

"یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ ایسی راہ پر چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا۔ اور انہوں نے (اللہ) کی رضامندی کو برا جانا۔ تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے"۔

ہر مسلمان کو ڈرنا چاہیے کہ وہ دین اسلام کو ناپسند کرنے والا بن جائے، یہ ناپسندیدگی دلوں میں چھپی رہتی ہے اور بڑے عرصے بعد انسان کو احساس ہوتا ہے کہ شیطان اپنا کام کر گیا ہے۔

لہٰذا اکثر اوقات یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(یامقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینك)

" اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کر دے۔"

کیونکہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے دلوں کو پھیرتا رہتا ہے۔

٦ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی بات کا مذاق اُڑائے چاہے وہ بات ثواب سے متعلق ہو یا عذاب سے وہ شخص کافر ہے۔

دین اسلام کا مذاق اڑانے والا کیوں کافر ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ،لا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (توبہ:66)

"(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیات 'اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں۔ تم عذر پیش نہ کرو۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو"۔

دین اسلام کے کسی امر کا استہزأ کرنا' اس کا مذاق اڑانا' اجماع امت کے مطابق کفر ہے اگر چہ کوئی غیر سنجیدگی سے بھی مذاق اڑائے. ابن جریر، ابن ابی حاتم اور اور الشیخ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا، میں نے اپنے قراء جیسا کسی کو نہیں دیکھا یہ لوگ بڑے پیٹو ہیں، زبان کے جھوٹے اور جنگ کے موقع پر بزدلی دکھانے والے ہیں۔ یہ بات سن کر دوسرے شخص نے کہا تم منافق ہو ہم یہ بات ضرور رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیں گے یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور قرآن میں مذکور بالا آیت نازل ہو گئی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ "میں نے دیکھا کہ وہ بات کرنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے لٹک لٹک کر کہہ رہا تھا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے۔ اللہ اس کا رسول اور اس کی آیات ہی مذاق کے لیے رہ گئی ہیں۔" ہم مذاق اڑا رہے تھے کا مطلب ہے کہ ہم حقیقت میں بات نہیں کر رہے تھے بلکہ ہم ازراہِ مذاق یہ بات کر رہے تھے صرف سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے

لئے خوش گپی کر رہے تھے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کافر قرار دیا ہے۔بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ منافقین تو پہلے ہی سے دلی طور پر کافر تھے۔بعد میں انہوں نے زبان سے بھی اظہارِ کفر کر دیا۔

لیکن اس بات کی تردید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔آپ لکھتے ہیں۔"دل سے کفر کرنا اور زبان سے اسلام لانا کفر ہی ہوتا ہے اس کو اسلام نہیں کہا جاسکتا۔

جبکہ ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جاتا کہ:

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبۃ:65)

" تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شروع ہی سے کافر نہ تھے۔(یعنی ایمان لا چکے تھے اور بعد میں کافر ہوئے)

اسی طرح جو شخص بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے کسی بھی حکم مذاق اڑائے،جیسا کہ علم شرعی کا مذاق اُڑانا،یا علم شرعی سیکھنے والے طالب علم یا سکھانے اساتذہ،یا اس پر عمل کرنے والے،غرض علم شرعی سے تعلق رکھنے کسی بھی شخص کا مذاق اڑانا،اسی طرح اللہ تعالی کی طرف مقرر کردہ کسی ثواب یا عذاب کا مذاق اڑانا،اسی طرح اچھائی کا حکم دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں کا ان کے اس مبارک فعل کی وجہ سے مذاق اڑانا،اسی طرح نفلی یا فرضی کسی بھی نماز کا مذاق اڑانا یا پھر نمازیوں کا نماز پڑھنے پر مذاق اڑانا،اسی طرح ایک داڑھی رکھنے والے کا اُس اسلامی شعیرہ داڑھی کی وجہ سے مذاق اڑانا،اسی طرح سود جیسی لعنت کو چھوڑنے والے کا سود چھوڑنے کی وجہ سے مذاق اڑانا،وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کا مذاق اڑانا کفر ہے۔اور وہ مذاق اڑانے والا استھزاء کرنے والا اللہ کی نظروں میں کافر ہے۔(کیونکہ مذکورہ تمام صورتیں اللہ کی شریعت سے تعلق رکھتی ہیں۔اور ان کا مذاق اڑانے والا اللہ کی شریعت کا مذاق اڑاتا ہے)اسی طرح اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بھی چیز کا مذاق اڑانا منافقین کی صفات میں سے ہے۔اور یہ کسی مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ وہ ایسا کفریہ فعل کا سرانجام دے۔

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (٢٩) وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (٣٠) وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ (٣١) وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ (٣٢) وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ (٣٣) فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (٣٤) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (٣٥) هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (٣٦)

''گناہ گار لوگ ایمان والوں کا ہنسی مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھوں کے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقینا یہ لوگ گمراہ ہیں۔ جبکہ یہ ان پر نگراں بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ پس آج ایمان دار ان کافروں پر ہنسیں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا''۔

الغرض قرآن وحدیث کا مذاق اڑانے والوں کی مخالفت کرنا۔ ان کی مجلسوں کو ترک کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مسلمان بھی انہی میں شامل ہو جائیں۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (النساء:140)

''اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب بھی کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجلس میں ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اُس وقت انہی جیسے ہو گے یقینا اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

⑦ جادو چاہے وہ جدائی نفرت پیدا کرنے کے لئے کیا جائے یا محبت پیدا کرنے کے لئے جو کوئی ایسا کرے یا ایسا کرنے پر راضی ہو تو وہ شخص کافر ہے۔

اس بات کی دلیل یہ آیت ہے:

وَمَا رُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلا تَكْفُرْ (البقرہ:102)

''(ہاروت ماروت) کسی کو (جادو) نہیں سکھاتے تھے حتٰی کہ اسے کہتے ہم آزمائش کے لئے آئے ہیں تم کفر نہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جادو کی حقیقت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور جادو سے پناہ مانگنے کا بھی حکم دیا ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (فلق:4)

''اور گرہ لگا کر (ان میں) پھونکنے والیوں کے شر سے بھی (پناہ مانگتا ہوں)''۔

مذکورہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہیں دیتا۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقرۃ:102)

"پھر لوگ ان دونوں (ہاروت ماروت) سے (جادو) کا علم سیکھتے جس سے خاوند بیوی میں جدائی ڈال دیں"۔

یہ ہی اہل سنت اور جمہور مسلمانوں کا مسلک ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے۔ جبکہ کتاب وسنت سے دوری اختیار کرنے والے معتزلہ فرقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (طٰہٰ:66)

" ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں آئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ کے قول کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔"جادو کو ایک وہم سمجھنا صحیح نہیں ہے عقلی طور پر بھی جادو کو حقیقت سمجھا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل بھی یہی کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جادو کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد کیا ہے۔

يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقرہ:102)

"(شیطان) لوگوں کو جادو سکھایا کرتے اور بابل (شہر) میں ہاروت وماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند، بیوی میں جدائی ڈال دیں"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے کیونکہ تعلیم کسی حقیقی چیز کی دی جاتی ہے۔ وہم وگمان کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔

وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ (الاعراف:116)

"وہ جادوگر بہت بڑا جادو لے آئے۔"

سیدنا بجالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، یہ خط آپ کی شہادت سے ایک برس قبل آیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ:(اقتلوا کل ساحر،وفرقوا بین کل ذی محرم من المجوس، وانھوھم عن الزمزمۃ)" جادوگر کو قتل کر دیا جائے۔ آتش پرست مجوسیوں نے اگر محرم افراد کی آپس میں شادی کی ہے تو انہیں جدا جدا کر دیا جائے اوران مجوسیوں کو زمزم کے پانی سے دور رکھا جائے بجالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے حکم ملنے پر تین جادوگروں کو قتل کیا۔"

(الحدیث مخرج فی "البخاری" ولکن فی بعض النسخ لیس فیہ:"اقتلوا کل ساحر" ابوداؤد)

" سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جس لونڈی نے جادو کیا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔"

(وھذا الاثر رواہ مالک فی(الموطا) وسندہ منقطع ،و رواہ عبداللہ بن الامام احمد فی(المسائل) والبیھقی،عنھا بسند صحیح ،وصححہ شیخ الاسلام محمد بن الوھاب فی(کتاب التوحید)

جادوگر کے قتل کرنے کے حکم میں سیدنا عمرو جندب وسیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم کی کسی صحابی نے مخالفت نہیں کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

(اقتدو باللذین من بعدی ابی بکر و عمر) (احمد،ترمذی)

" میرے بعد تم ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا۔"

ایک اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(انّ اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمر وقلبہٖ) (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل وزبان پر حق جاری کر دیا ہے۔"

⑧ مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کو غالب کرنے والا اور انکی مدد کرنے والا کافر ہے۔

اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔

وَمَنۡ يَتَوَلَّهُمۡ مِنۡكُمۡ فَإِنَّهُۥ مِنۡهُمۡ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِينَ (المائدۃ:51)

"تم میں سے جو بھی ان (مشرکوں) سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا"۔

⑨ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی شریعت سے خارج ہو کر اس سے دور رہ کر، مسلمان بنا جا سکتا ہے جیسے خضر موسیٰ علیہما السلام کی شریعت کے پابند نہ تھے تو ایسا نظریہ عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ۔ (الانعام:153)

"اور یہ دین میرا راستہ ہے۔ جو سیدھا ہے۔ سو اس راستے پر چلو۔ اور دوسری راہوں پر مت چلو یہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی"۔

اس کے علاوہ اس حکم کی دلیل درج ذیل حدیث سے بھی ملتی ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا اس کے بعد فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس خط کے ارد گرد کئی لکیریں کھینچیں پھر فرمایا:

(هٰذِهٖ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ عَلٰی كُلِّ سَبِیْلٍ مِنْهَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْا اِلَیْهِ)

یہ دائیں بائیں جو لکیریں ہیں یہ شیطان کے راستے ہیں شیطان ان راہوں کی دعوت دیتا ہے۔ اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت بالا کی تلاوت فرمائی۔ (احمد، ابو داؤد الطیالسی، دارمی)

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص شریعت محمدی سے بے رغبتی اختیار کرے۔ یا اپنے آپ کو شریعت سے مستغنیٰ سمجھے، وہ دراصل مسلمان ہی نہیں ہے۔ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فضلِ اسلام" میں لکھا ہے۔ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن ہمیں اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم دیتا ہے۔ اور اس اطاعت سے خروج کرنے سے روکتا ہے۔ بلکہ حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی شریعت سے انکار دخولِ جہنم کی ایک بڑی وجہ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کرے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ جنت میں جانے سے کون انکاری ہو گا؟ فرمایا۔

(مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی) (صحیح البخاری)

" جو شخص میری اطاعت کرے گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو میری نافرمانی کرے گا تو وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔"

شریعتِ محمدی کو چھوڑ کر دیگر دینوں' مذہبوں میں جانے کی ضرورت بھی کیا ہے؟۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (النحل:89)

''ہم نے اس کتاب میں جو تیری طرف نازل کی ہے ہر چیز کی وضاحت بیان کر دی ہے۔''

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کے چند اوراق دیکھے تو فرمایا۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا اب بھی ان چیزوں کے متلاشی ہو؟ پھر فرمایا۔

(لقد جئتکم بھا نقیۃ بیضاء، ولو کان موسٰی حیّا، واتّبعتموہ، وترکتمونی لضللتم) (نسائی)

'' اے عمر' میں تمہارے پاس ایک صاف شفاف دین لے کر آیا ہوں۔ اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور تم ان کی اطاعت کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم گمراہ ہو جاتے۔''

ایک اور حدیث میں الفاظ یہ ہیں۔

اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اتباع کے پابند ہوتے۔ ان الفاظ کو سن کر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔

(رضیت باللہ ربّاً، وبالاسلام دینًا وبمحمدٍ نبیّا)

''میں اللہ کو رب، اسلام کو دین' اور محمد (ﷺ) کو نبی ماننے پر راضی ہو گیا۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کے دین سے بے پرواہی کرنے والا جو نہ اس کو سیکھتا ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے تو وہ شخص کافر ہے۔

اس حکم کی دلیل یہ آیت ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ (السجدۃ:22)

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیات کا وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا ہم بھی مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں''۔

علامہ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''جب ایمان کی اصل بنیاد موجود ہو تو لوگوں میں ایمان کی کمی بیشی اور اس کے درجات میں تفاوت (اتار چڑھاو) ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ایمان کی بنیاد ہی نہ ہو وہ توحید ہی

نہ ہو جس کے ذریعے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اوراس کے ساتھ ساتھ وہ انسان کلی طور پر دین اسلام سے منہ پھیرے، اعراض کرے (نہ دین کو سمجھے، نہ پڑھے نہ اسکو اہمیت دے بلکہ مطلقاً اسلام کی بنیاد سے ہی غافل رہے) تو اسی چیز کو کفر کہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ (الاعراف:179)

"اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے بہت جن اور انسان پیدا کئے ہیں۔"

فرمان الٰہی ہے۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (طٰہٰ:124)

"اور جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی میں تنگی رہے گی اور ہم اسے روزِ قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے"۔

فرمان الٰہی ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ (الاحقاف:3)

"اور کافر لوگ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں، منہ موڑ لیتے ہیں"۔

جو لوگوں یہ بتوں اور غیر اللہ کی عبادت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر کان ہی نہیں دھرتے۔ اور تو اور جو شخص ان کے باطل ہونے پر تنقید کرے اس کو ایذائیں پہنچاتے ہیں۔ اسے لوگوں کے لئے جہالت کو بطور عذر پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ (السجدۃ:22)

"اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر یاد لائی گئیں۔ پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا۔ یقیناہم بھی گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں"۔

❁❁❁❁❁

آپ کو کبھی ان علماء نے ان طواغیت کے بارے میں بتایا

کہ طاغوت کیا ہے؟ اور طاغوتوں کے سرغنہ کون کون سے ہیں؟

اللہ تعالیٰ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے جو اس بارے میں فرماتے ہیں۔

طواغیت بہت سارے ہیں مگر ان کے سرغنہ پانچ ہیں۔

① شیطان جو غیر اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (یٰس:60)

”اے اولادِ آدم کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ شیطانِ کی عبادت مت کرو یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

② ظالم حکمران جو اللہ کے احکام کو بدلتا ہے فیصلے اپنی مرضی اور اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ (النساء :60)

”کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو بزعم خویش آپ پر نازل کردہ (شریعت) اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی شریعتوں پر ایمان لائے ہیں (مگر ان کا حال یہ ہے کہ) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انکو حکم کیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا انکار کریں۔“

③ جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو چھوڑ کر مخلوق کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:44)

”جس نے اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کئے تو وہ لوگ کافر ہیں۔“

شیخ کی مراد اس سے وہ قاضی وجج ہیں جو اللہ کے احکام کو بدل کر اپنے احکام نافذ کرنے والوں کی مرضی کے فیصلے کرتا ہے۔

④ جو علم غیب کا دعوی کرتا ہے یا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے علم غیب کا قائل ہو۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا (الجن:26)

”(اللہ) عالم الغیب ہے کسی کو اپنے غیب پر غالب نہیں کرتا۔“

⑤ اللہ کے علاوہ جس کی پرستش کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو۔

وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ۔ (انبیاء۔29) (مجموعۃ التوحید 1/15)

”ان میں سے جس نے کہا کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو ایسے شخص کو ہم جہنم کی سزاء دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔“

محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ آیت ﴿ولا یشرك بعبادة ربه احداً﴾ (اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) کے بارے میں فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب اس طرح سمجھنا کہ اس سے مکمل فائدہ حاصل ہو یہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو توحید ربوبیت اور توحید الوھیت میں مکمل تمیز کر سکتا ہو اور اس بارے میں لوگوں کے ان عقائد سے بھی واقف ہو جو وہ طواغیت کے بارے میں رکھتے ہیں اسی طرح وہ ان طواغیت سے بھی باخبر ہو جو اللہ کی توحید ربوبیت میں خود کو شریک سمجھتے ہیں حالانکہ یہ شرک ایسا ہے جس تک مشرکین عرب بھی نہیں پہنچ سکے تھے اور ایسے شخص سے بھی واقف ہو جو خود تو طاغوت نہیں ہے مگر طاغوت کا تابع ہے اور ایسے شخص سے بھی واقفیت رکھتا ہو جو اپنے دین کے بارے میں شکوک میں مبتلا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور نصاری کے دین میں فرق نہیں کر سکتا۔

جو شخص ان تمام باتوں کی معلومات رکھتا ہے وہی دراصل توحید کی حمایت اور شرک کی مذمت والی آیات کا مفہوم و مطلب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے۔ (تاریخ نجد ص506)



یہ علماء نہیں بتاتے کہ کفر بالطاغوت کا کیا مطلب ہے؟

کوئی بھی شخص اس وقت تک موحد نہیں کہلا سکتا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کرے

کوئی بھی شخص اس وقت تک موحد نہیں کہلا سکتا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کرے اور طاغوت کا انکار تبھی ممکن ہے جب انسان طاغوت کو پہچان لے کہ طاغوت ہے کیا چیز؟ لہٰذا ہم کچھ تفصیل کے ساتھ اسکی تعریف کر دیتے ہیں۔

لغت میں طاغوت طغیان سے مشتق ہے جس کا معنی ہے حد سے گذرنا جیسا کہ قرآن میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ (الحاقۃ:11)

"جب پانی حد سے گذر گیا تو ہم نے تمہیں چلتی کشتی میں سوار کرایا۔"

شریعت میں طاغوت ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو سرکشی کرے حدود فراموش بنے اللہ کے حقوق میں سے کسی حق کو اپنے لئے ثابت مانے یا اپنی طرف اسکی نسبت کرے اور خود کو اللہ کے برابر قرار دے (یا کسی چیز یا شخص کے لئے اللہ کے حقوق ثابت مانے یا اسے اللہ کے برابر و شریک قرار دے) مزید وضاحت ہم اس طرح کریں گے کہ کوئی مخلوق تین امور میں سے کسی ایک کو اپنے لئے ثابت مانے وہ طاغوت ہے۔

① کوئی مخلوق اپنے لئے کوئی ایسا فعل ثابت مانے یا اپنی طرف منسوب کرے جو اللہ کے افعال ہیں جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، شریعت بنانا وغیرہ جو ان میں سے کسی کام کا دعویٰ کرے وہ طاغوت ہے۔

② اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت اپنے اندر موجود مانے جیسے علم غیب وغیرہ۔

③ کسی مخلوق کے لئے عبادت میں کوئی عبادت جیسے دعا، نذر، ذبح، قربانی، فیصلے، وغیرہ میں سے کوئی ایک قسم مانے تو یہ بھی طاغوت ہے یا ایسے کسی عمل پر خاموشی اختیار کرے اس سے بیزاری و براءت کا اظہار نہ کرے۔

ان تینوں امور میں سے اگر کسی شخص نے ایک کو یا تینوں کو اپنی طرف منسوب کر لیا تو وہ طاغوت ہے۔ امام مالک نے طاغوت کی تعریف اس طرح کی ہے۔

(والطاغوت هو كل ما يعبد من دون الله عزوجل) (ابن کثیر)

"طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی عبادت کی جائے اللہ کے علاوہ۔"

یہ تعریف جو امام مالک نے کی ہے سب سے عمدہ تعریف ہے کہ اسمیں ماسوی اللہ جس چیز کی بھی عبادت کی جائے وہ شامل ہے ہر باطل معبود طاغوت ہے جیسے بت، قبر، مزار، پوجے جانے والے پتھر، درخت، اور وہ احکام جو اللہ کے حکم کے مقابلہ پر بنائے جائیں اور ان کے مطابق لوگ اپنے فیصلے کریں اس طرح وہ قاضی بھی طاغوت ہیں جو اللہ کے احکام کے مخالف احکام کے مطابق فیصلے کرتے ہیں شیطان اور جادوگر، کاہن و نجومی جو غیب کا دعوی کرتے ہیں سب طاغوت ہیں اس طرح جو لوگ خود کو شریعت ساز سمجھتے ہیں حرام و حلال قرار دینے کا خود کو مجاز سمجھتے ہیں سب طاغوت ہیں ان کا انکار اور ان سے بیزاری و براءت کا اعلان ضروری ہے یہی کفر بالطاغوت ہے۔

علامہ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابابطین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

علماء کے اقوال سے یہ خلاصہ سامنے آتا ہے کہ لفظ طاغوت سے مراد اللہ کے علاوہ ہر معبود ہے اور ہر وہ شخص یا عمل بھی جو باطل کی طرف دعوت دے یا باطل کو مزین کر کے لوگوں کو دکھائے اسی طرح ہر وہ حاکم و قاضی جسے لوگوں نے احکام جاہلیت (یعنی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے علاوہ) کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنے کیلئے مقرر کیا ہو اسی طرح کاہن، جادوگر بتوں کے محافظ و نگران جو لوگوں کو بت پرستی کی دعوت دیتے ہیں اور وہ مجاور جو مزارات کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں سب طاغوت ہیں۔ (مجموعة التوحيد: 183/1)



کیا آپ کو ان علماء نے کبھی یہ بتایا کہ

کافروں کے قانون کے ذریعہ فیصلہ کرنا اور کروانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

دورِ حاضر میں سلفیت کے دعویداروں میں موجود "حکم بماانزل اللہ" یعنی "اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم کرنے" کے عنوان سے متعلق انحراف صرف ایک لغزش نہیں بلکہ ارکان توحید کے ایک بنیادی رکن کو گرانے کی ایک بنیادی غلطی ہے اور رکن بھی وہ جو اللہ کے احکامات کو مکمل طور پر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے اور جس کا نقصان ارجاء تقلیدی کے خطرات سے متجاوز ہے۔

آج ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں اور اسلام کو جو نقصان پہنچ رہا ہے، اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری اور الزام علماء کے سر آتا ہے بلکہ ہمارا استعمار پرست (حکومتی) طبقہ اسلام سے بے خبر یا باغی ہونے کی وجہ سے جو کچھ کر رہا ہے اس کی بھی تمام ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے قرآن جو بے شمار آیت ہے وہ ان علماء کو کیوں نظر نہیں آتی یا وہ ڈرتے ہے کہ ہم کئی کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اور اللہ کا فرمان ہے:

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (الانعام:70)

"ان لوگوں کو رہنے دیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور انہیں دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈالا ہے۔"

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ (ابراہیم:29)

"کیا آپ (ﷺ) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا جو کہ جہنم ہے جس میں یہ داخل ہوں گے اور وہ رہنے کے لیے بہت بری جگہ ہے۔"

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ:21)

"کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے شریعت بنا رکھی ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔"

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:115)

''جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راستے کو اختیار کر لیا ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور اسے جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه، فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَاب (الانفال:13)

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اس کے لیے سخت عذاب ہے۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي الاَذَلِّيْن (المجادلة:20)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کرتے ہیں یہ لوگ بہت ذلیل (اور کمتر) ہیں۔''

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه، فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ (التوبة:63)

''کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول e کی مخالفت کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔''

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (المائدة:33)

''ان لوگوں کی سزاء جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں (سزا یہ ہے کہ) انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے مخالف ہاتھ پیر کاٹ دیے جائیں یا ملک بدر کیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

جب یہ سزا ان لوگوں کے لیے ہے جو باغی ہوں اور امام کی اطاعت سے خارج ہوں تو ان مرتد حکام اور ان کے تابعداروں کا کیا حکم ہو گا جو اپنے خود ساختہ دستور اور رسم ورواج کے تابع ہیں یا جو یہود و نصاریٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے تابع ہیں کیا یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال:27)

"ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔"

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ، وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الزخرف:36-37)

"اور جس نے رحمان کے ذکر (دین) سے آنکھیں بند کرلیں ہم اس کے پیچھے شیطان لگادیتے ہیں جو اس کا ساتھی ہوتا ہے اور یہ راستے سے انہیں روکتے ہیں حالانکہ ان کا خیال ہے کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ جس کا ساتھی شیطان ہو وہ اسے گمراہ کرتا ہے اس لیے کہ اس نے قانون الٰہی سے روگردانی کی ہے اور بشری قوانین کو اپنایا ہوا ہے یہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب ہے کہ اسے رحمان کے راستے سے روک کر شیطان کا ساتھی بنادیا گیا ہے یہ بعد میں افسوس کرے گا کہ:

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْن (الزخرف:38)

"کاش میرے اور تمہارے درمیان مشرق ومغرب جتنی دوری ہوتی یہ بہت برا ساتھی ہے۔"

یہ آیت اس بات پر صریح دلیل ہے کہ جس نے اللہ کی وحی سے روگردانی کی وہ قیامت کے دن اسی طرح افسوس کرتا رہے گا۔

وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق:1)

"جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا وہ لوگ ظالم ہیں۔"

وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْن (البقرہ:229)

"جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے خود پر ظلم کیا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدۃ:44)

"جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ (حکومت) نہیں کرتے وہ لوگ کافر ہیں۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" اس بارے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ جو شخص اللہ کے اپنے رسول پر نازل کردہ احکام کو لازمی اور واجب نہیں سمجھتا وہ شخص کافر ہے۔ اس لئے کہ جو بھی قومیں ہیں وہ اکثر عادلانہ فیصلے کرتی ہیں بلکہ عدل اکثر ان کے دین میں ہوتا ہے اور ان کے اکابر بھی یہی کہتے ہیں بلکہ اکثر لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ بھی اپنی قوم کے طریقوں پر فیصلے و حکومتیں کرتے ہیں اللہ کے احکام کے مطابق نہیں کرتے۔ جیسے گائوں دیہاتوں کے باشندے۔ اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہی صحیح اور بہتر ہے جبکہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے۔ یہی دراصل کفر ہے۔ اس لئے کہ اکثر لوگ اسلام لانے کے باوجود فیصلے اور حکومتیں اپنی سابقہ عادات و اطوار کے مطابق کر رہے ہوتے ہیں جن کا حکم ان کے سرداروں نے دیا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو جب یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ فیصلہ صرف اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق کرنا چاہئے پھر بھی اسے نہیں اپناتے بلکہ جائز سمجھتے ہیں کہ اللہ کے احکامات کے خلاف فیصلہ کریں۔ لہٰذا یہ لوگ کافر ہیں۔" (منہاج السنۃ النبویہ)

اس مضمون کے ضمن میں عقیدہ طحاویہ کے شارح کہتے ہیں کہ:

یہاں ایک اہم امر ہے جسے سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر کسی اور طریقے پر فیصلہ یا حکومت کرنا کفر ہے۔ امت سے یہی بات منقول ہے۔ مگر کفر کا فتویٰ حاکم کی حالت و کیفیت کے مطابق لگایا جائے گا۔ مثلاً اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنا واجب نہیں ہے اور مجھے فیصلہ و حکومت اپنی مرضی سے کرنے کا اختیار ہے یا اسے یہ تو یقین ہے کہ فیصلے اللہ کے احکام کے مطابق ہونے چاہئیں مگر وہ اس کو اہمیت نہیں دیتا تو ایسا حکمران اور فیصلہ کرنے والا بڑا کافر ہے۔" (شرح عقیدۃ الطحاویۃ، صفحہ 363)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 67) میں آیت:

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ﴾ (المائدۃ: 50) "کیا یہ لوگ جاہلیت کے دور کے فیصلے تلاش کر رہے ہیں؟" کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: " اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بات اور فیصلوں کو رد کر رہا ہے جو اللہ کے محکم فیصلہ کو چھوڑ کر، جس میں ہر قسم کی بھلائی موجود ہے اور جو ہر شر سے محفوظ ہے، کسی اور قسم کی آراء اور خواہشات کی طرف جاتے ہیں اور ان اصلاحات و قوانین کی طرف

رجوع کرتے ہیں جو لوگوں نے وضع کئے ہیں جن کی بنیاد شریعت پر نہیں ہے۔ جیسا کہ اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ وہ اپنی گمراہ کن آراء کے مطابق فیصلے کرتے تھے جن کی بنیاد صرف ان کی خواہشات ہی تھیں۔ اور جس طرح کے فیصلے تاتاری اپنے زیر قبضہ ممالک میں کرتے تھے۔ اور یہ فیصلے انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لئے تھے جس نے ان لوگوں کے لئے "الیاسق" نام سے قوانین کا مجموعہ بنایا تھا جو مختلف شرائع سے ماخوذ تھا یعنی یہودیت، نصرانیت اور اسلام وغیرہ۔ اس یاسق میں بہت سے احکام ایسے بھی تھے جو کسی شریعت سے ماخوذ نہ تھے بلکہ صرف اور صرف چنگیز خان کے اپنے خیالات وخواہشات سے بنے تھے۔ اس کے بعد آنے والی اس کی اولاد نے اسے شریعت کا درجہ دے دیا اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر اس کو مقدم سمجھنے لگے۔ جس جس نے بھی یہ کام کیا ہے وہ کافر ہے۔ اس کے خلاف اس وقت تک قتال کرنا چاہیئے جب تک وہ اللہ اور رسول کے احکام کی طرف رجوع نہ کرلے اور کوئی بھی فیصلہ بڑا ہو یا چھوٹا اللہ ورسول کے احکام کی روشنی میں نہ کرنے لگے۔"

ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کے ضمن میں شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
کیا اللہ کی شریعت کی موجودگی میں یہ جائز ہے کہ مسلمان اپنے ملکوں مین خود ساختہ یا کسی اور سے لئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے اور حکومتیں کریں یا غیر مسلموں کے ایسے قوانین اپنائیں جن میں لوگوں کی ذاتی آراء وخواہشات کا دخل ہوتا ہے اور جب چاہیں وہ اپنی خواہشات ومفادات کے لئے ان قوانین میں ترامیم کرتے رہیں اور ان قوانین کو اپنانے والے کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ اسلامی شریعت کے مطابق ہیں یا مخالف؟۔

مسلمانوں میں یہ خرابی جو آئی ہے کہ وہ شریعتِ اسلامی کی موجودگی میں لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہیں یہ تاتاریوں کے مظالم کی وجہ سے آئی۔ اس لئے کہ یہ دور مسلمانوں پر بہت سخت آزمائش کا تھا انہوں نے بہت سختیاں برداشت کیں مگر مسلمان پھر بھی تاتاریوں کے ماتحت نہ ہوئے بلکہ اسلام نے ہی تاتاریوں پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اسلام نے ان کو مسلمانوں میں شامل کرلیا اور انہیں اپنے قوانین کے تابع کیا اور تاتاریوں نے اپنے قوانین جو نافذ کئے تھے وہ رفتہ رفتہ ختم ہوگئے جس طرح کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ حکمرانوں کے بزورِ طاقت نافذ کردہ احکام ان حکمرانوں کے زوال کے ساتھ ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح تاتاریوں کا غلبہ جب ختم ہوا تو ان کے قوانین پر بھی زوال آگیا۔ یہ قوانین صرف حکمران طبقہ کے ہاں پسندیدہ تھے ورنہ عوام مسلمانوں کے ہاں انہیں کسی قسم کی پذیرائی نہ ملی تھی نہ ان مسلمانوں نے ان قوانین کو سیکھنے، یاد کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ بہت جلد ہی ان قوانین کا خاتمہ ہوگیا۔

آپ نے دیکھا کہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان وضعی قوانین کی قوت وطاقت کا جو تذکرہ کیا ہے جنہیں اسلام کے دشمن چنگیز خان نے وضع کیا تھا کس طرح حکمرانوں کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا بھی نام ونشان مسلمانوں کے ہاں سے مٹ گیا۔ اس لئے کہ عوام مسلمان تو پہلے بھی تمام تر آزمائشوں اور تکلیفوں کے باوجود ان قوانین کو اپنانے پر راضی نہ تھے سوائے حکمران طبقہ کے۔ اسی لئے حکمرانوں کے زوال کے ساتھ ہی ان قوانین کا بھی بہت جلد خاتمہ ہو گیا۔ اس آزمائش کے دور میں تو مسلمانوں نے غیر اسلامی احکام کو نہیں اپنایا مگر موجودہ دور کے مسلمان جو ایسی کسی آزمائش سے دوچار نہیں ہیں پھر بھی خلافِ شریعت احکام کو اپنانے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ موجودہ دور کے قوانین بھی "یاسق" کے مشابہ ہی ہیں۔ اب وقت ایسا آچکا ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی "یاسق" کی طرح غیر مسلموں بلکہ اسلام دشمنوں کے بنائے ہوئے احکامات کو اسلامی احکام کا نام دے دیا گیا ہے اور انہیں مسلمان بچوں بچیوں کو پڑھایا سکھایا جاتا ہے اور پھر ان پر نسل در نسل فخر بھی کیا جاتا ہے کہ ہمارا باپ جج تھا یا وکیل تھا یا اسمبلی ممبر تھا۔ یہ باتیں فخر یہ بیان کی جاتی ہیں اور یہ قوانین جو کہ موجودہ دور کے "یاسق" ہیں ان کی مخالفت کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، انہیں رجعت پسند، دقیانوس کہا جاتا ہے۔

اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یہ نام نہاد قانون دان شریعتِ اسلامی پر بھی ہاتھ ڈالنے لگے ہیں اور اسے اپنے "یاسق" کے مطابق کرنا چاہتے ہیں، کبھی اسلامی احکام میں نرمی پیدا کرنے کے نام پر اور کبھی دیگر حیلے بہانوں سے جو بھی ان کے بس میں ہے ہر طریقہ وطاقت استعمال کر رہے ہیں۔ اس بات کا علی الاعلان اظہار بھی کرتے ہیں۔ انہیں ذرہ برابر شرم بھی نہیں آتی کہ یہ لوگ دین وحکومت کو الگ الگ کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اس جدید دین کی اطاعت کرے؟ (جو کہ سراسر دینِ اسلام کے خلاف ہے) یا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اس جدید یاسق کے مطابق کئے ہوئے فیصلوں کو تسلیم کرے؟ ان پر عمل کرے؟ اور واضح اسلامی شریعت سے منہ موڑ لے؟ میرا نہیں خیال کہ کوئی مسلمان جو اپنے دین کو سمجھتا ہے اور اس پر مکمل ایمان رکھتا ہے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور اس میں کہیں سے بھی غلط بات کا دخل نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ اور جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس قرآن کی اطاعت اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے جو اس قرآن کو ہم تک پہنچانے والے تھے، ایسا مسلمان کسی قسم کا تردد یا شک اس بات میں نہیں کرے گا کہ موجودہ دور کے قاضیوں اور حکمرانوں کے فیصلے مکمل طور پر باطل ہیں۔ ان میں کسی قسم کی صحت وجواز کا شائبہ تک نہیں ہے۔ ان خود ساختہ قوانین کی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ قوانین صراحتاً کفر ہیں۔ ان کے کفر میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور کسی بھی

مسلمان کہلانے والے کا کوئی عذر قبول نہیں اگر وہ ان قوانین کو عمل کرنے یا ان کی اطاعت کرنے یا ان کو صحیح قرار دینے کے لئے پیش کرتا ہے، ہر شخص کو اپنے انجام کا خیال کرنا چاہئے، ہر شخص خود اپنا محاسبہ کرے۔(احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ۔ عمدۃ التفسیر، صفحہ 171)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلاً بَعِيْدًا، وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا(النساء:60)

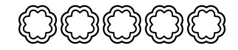
"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا خیال ہے کہ وہ ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ کی طرف نازل ہوئی ہے اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل ہوئی اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں۔"

اس آیت کے تحت محققین نے لکھاہے کہ طاغوت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد سے تجاوز کر جائے چاہے(وہ چیز)معبود ہو یا متبوع یا جس کی اطاعت کی جاتی ہو۔ ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس وہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اپنے فیصلے لیجاتے ہوں۔ یا اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہوں یا آنکھیں بند کرکے اس کی پیروی کرتے ہوں یا اس کی اطاعت کرتے ہوں ایسے امور میں کہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ کی اطاعت ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر ہم دنیا کے طاغوتوں پر غور کریں اور لوگوں کی حالت دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت سے منحرف اور طاغوت کی عبادت میں منہمک ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نکل گئے ہیں اور طاغوت کی اطاعت میں مبتلا ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ نہیں اپنایا جو کہ کامیاب اور نجات یافتہ تھے بلکہ انہوں نے صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے(اعلام الموقعین)

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر مذکورہ آیت کے علاوہ اور کوئی توبیخ وزجر کی آیت نہ بھی ہو تو کفریہ قوانین کی اتباع کرنے والوں کے لیے یہی آیت کافی تھی بلکہ پورا قرآن ہی اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلے اور حکومت کرو اور غیر اللہ

کے دین کو مت اپناؤ مگر علماء نے لوگوں کو کفریہ قوانین کے سلسلے میں کچھ نہیں بتایا۔ جس اس آدمی دائرے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے علماء اہل حدیث دعوت حق سے انحراف کی راہ پر گامزن ہیں۔



ان علماء نے کبھی یہ بھی نہیں بتایا کہ

طاغوتی احکام ماننا ہی طاغوت کو ماننا ہے۔

جیسے کے اللہ تعالیٰ اپنے پاک فرمان میں فرماتا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النساء:60)

”وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے و مقدمات طاغوت کے پاس لے جائیں جبکہ انہیں حکم یہ دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہت بڑی گمراہی میں مبتلا کر دے۔“

① جب بندوں کی عبادت کا بیان ہو اور اس کے بعد صنم یا طاغوت کا ذکر ہو پھر اس سے اجتناب اور اس سے انکار کا حکم ہو تو اس حکم کا ماننا بھی عبادت ہے اور ایسی عبادت کہ جو صرف ایک اللہ کے لئے کرنی ہے یہ کام غیر اللہ کے لئے کرنے والا شرک اکبر کا مرتکب شمار ہو گا۔

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ آل الشیخ فرماتے ہیں اس آیت میں دلیل ہے کہ طاغوت یعنی کتاب و سنت کے علاوہ کسی حکم کو ترک کرنا فرائض میں سے ہے اگر کوئی ایسے احکام کو تسلیم کرتا ہے تو وہ مؤمن بلکہ مسلمان بھی نہیں ہے۔

② جس نے طاغوت کا حکم تسلیم کیا یا اپنا مطالبہ فیصلہ و مقدمہ طاغوت کے پاس لے گیا تو گویا اس نے طاغوت کا انکار نہ کیا اور جس نے طاغوت کا انکار نہیں کیا تو وہ اس پر ایمان لانے والا شمار ہو گا جیسا کہ علامہ محمد جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

طاغوت کے پاس اپنا فیصلہ لیجانا طاغوت کا حکم تسلیم کرنا اس پر ایمان لانا ہے اور طاغوت پر ایمان لانے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں جس طرح کہ طاغوت کا انکار کرنے والا اللہ پر ایمان لانے والا شمار ہوتا ہے۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ آل شیخ:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرة:256)

اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طاغوت کا حکم ماننا یا اس کے پاس مقدمات لیجانا اس پر ایمان لانا ہے۔(فتح المجید ص345)

③ ﴿يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا﴾

والی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک اکبر بہت بڑی گمراہی اور ہدایت سے محرومی ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد یہ بھی ہے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا (النساء:116)

"جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بڑی گمراہی میں جا پڑا۔"

نیز فرمایا:

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ (الحج:12)

اللہ کے علاوہ ان کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارا تو وہ گمراہ ہے اس لئے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے۔ جس نے اللہ کی شریعت کے بجائے کسی اور قانون کو فیصلہ کرنے کا مجاز سمجھا وہ بھی بڑی گمراہی میں ہے اس لئے کہ غیر اللہ کے حکم کو تسلیم کرنا بھی شرک اکبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (یوسف:40)

"حکم صرف اللہ کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کو پکارو یہی صحیح دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

آیت سے استدلال: اللہ نے پہلے ایک بات ذکر کر دی کہ ﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ حکم صرف اللہ کا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ احکام اور قوانین دینا صرف اللہ کا حق ہے یہ ربوبیت سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کہ قانون سازی اور حکم صادر کرنا اللہ کے ان افعال میں سے جن کا تعلق ربوبیت سے ہے لہٰذا ربوبیت پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح توحید الوھیت پر بھی ایمان لازم ہے اللہ کے افعال میں سے یہ بھی ہے کہ وہ رزق دیتا ہے نفع نقصان کا اختیار رکھتا ہے اب عبادت یہ ہے کہ رزق فریاد دعا اسی ایک اللہ سے کی جائے اس لئے کہ وہی نفع و نقصان کا مالک ہے جب بندہ اس بات پر یقین کر لیتا ہے کہ وہی اللہ رازق اور فریاد قبول کرنے والا ہے اور پھر یہ بندہ پیروں مزاروں سے دعائیں اور فریادیں کرے تو اس کو اللہ کی ربوبیت کا اقرار اور اللہ کی صفات کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا اس لئے کہ اللہ کی ربوبیت کو اس نے تسلیم کر لیا مگر الوہیت میں شرک کیا کہ اس نے عبادت کی ایک قسم دعا اور فریاد غیر اللہ کے لئے کر لی۔ اس طرح اگر کوئی شخص تسلیم کرتا ہے کہ اکیلا اللہ ہی حکم کرنے کا اختیار رکھتا ہے وہی احکام صادر کرنے کا مجاز ہے تو اس بندہ پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی ربوبیت کو تسلیم کرے اور اگر مقدمات اور فیصلے غیر اللہ (یعنی کتاب و سنت کے علاوہ کسی اور قانون) کی طرف لے گیا تو یہ شرک فی الالوھیت کا مرتکب ہوا لہٰذا اب اس کو اللہ کے حاکم ہونے کا اقرار و یقین کوئی فائدہ نہیں دے گا اسلئے کہ کچھ افعال اللہ کے ہیں کچھ بندے کے ہیں اللہ کا کام حکم صادر کرنا اور قانون بنانا ہے اور بندے کا کام ہے ان احکام کی طرف فیصلے لیجانا۔ جس طرح اللہ کا کام ہے رزق دینا اور بندے کا کام ہے دعا کے ذریعے اس سے رزق طلب کرنا۔ اللہ رازق ہے لہٰذا اس سے دعا کرنا عبادت ہے اور جب یہ عبادت غیر اللہ کے لئے کی جائے تو یہ شرک اکبر ہو گا اور اللہ حاکم ہے لہٰذا اس کے حکم کے مطابق فیصلے کرنا کرانا عبادت ہے جب یہ عبادت غیر اللہ کے لئے کی جائے تو شرک اکبر ہو گا اس میں کوئی مسلمان فرق نہیں کرتا۔

اللہ کے فرمان ﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ میں یہی بات واضح کی گئی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا ذکر کیا اور اس کے فوراً بعد الوھیت کا۔ فرمایا:

وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ شَيۡـئًا وَّلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ (النحل:73)

"یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر اسکی عبادت کرتے ہیں جو زمین و آسمان میں رزق کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ان کے پاس طاقت ہے۔"

نیز فرمایا:

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس:18)

"اللہ کو چھوڑ کر اسکی عبادت کرتے ہیں جو انکو نقصان دے سکتا ہے نہ فائدہ (اے محمد ﷺ) ان سے کہہ دو کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دے رہے ہو (گویا وہ) نہیں جانتا آسمانوں اور نہ زمینوں میں وہ پاک ہے ان کے شرک سے۔"

اللہ کے افعال میں سے یہ ہے کہ وہ رزق دیتا ہے لہٰذا عبادت یہ ہے کہ اس سے طلب رزق کی دعا کی جائے۔

اللہ کے افعال میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حکم کرتا ہے اور عبادت یہ ہے کہ حکم اسی کا مانا جائے صرف اس کی شریعت تسلیم کی جائے مگر موجودہ دور میں یہ بات لوگوں کو سمجھانا بہت مشکل کام ہے جیسا کہ شیخ عبد الرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ آیت ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ ..﴾ کے ضمن میں فرماتے ہیں جس نے غیر اللہ کے حکم کو تسلیم کیا اور اپنا مقدمہ و فیصلہ اللہ کے بغیر کسی اور قانون کے پاس لے گیا تو اس شخص نے اسی کو رب بنایا اور طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانے والا شمار ہو گا۔

نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ تیری ہی تعریفیں ہیں تو زمین آسمانوں کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کا نور ہے تیری تعریف ہے تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کو تھامنے والا ہے تیری تعریف ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے نبی سارے حق ہیں قیامت حق ہے محمد ﷺ حق ہے اے اللہ میں تیرے سامنے سر جھکاتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیرے سہارے پر جنگ لڑتا ہوں تیری طرف اپنا فیصلہ لاتا ہوں تو بخش دے میرے اگلے پچھلے چھپے ظاہر سارے گناہ تو ہی میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ (رواہ بخاری و مسلم)

اس دعا پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نبی ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء اور عبودیت کے توسل سے دعا اور مغفرت طلب کی ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا میں تین امور کا تذکرہ کیا ہے اللہ کی حمد و ثناء کا وسیلہ اللہ کی عبودیت کا اقرار اور عبودیت توکل انابۃ اور تحاکم کو قرار دیا ہے۔ پھر مغفرت طلب کی ہے

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توکل اور انابۃ کی طرح تحاکم یعنی اللہ کے احکام کو نافذ کرنا، ماننا اس کے مطابق حکومت اور فیصلے کرنا بھی عبادت ہے۔(المدارج 1/32)

۞۞۞۞۞

یہ علماء کہتے ہیں کہ

مسلمانوں کو کافر کہنے والا خود کافر ہے

ان علماء کا مطلب ہے کہ کوئی چاہے کچھ بھی کرے چاہے انسانوں پر کفریہ قوانین نافذ کرے چاہے اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ کو برا کہے کیونکہ یہ کلمہ گو ہے اس لئے اس شخص کو کافر کہنا منع ہے اور جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔

اس کے علاوہ یہ حضرات فرماتے ہے کہ تکفیر بہت ہی خطرناک عمل ہے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا وہ خود کافر ہوا۔ بلکہ ان میں سے کچھ جہلا تو کہتے ہیں کہ کافر صرف اسے کہا جاسکتا ہے جو کافر ماں باپ سے کافر پیدا ہوا ہو۔

تکفیر مطلقاً خطرناک کام نہیں ہے نہ ہی قابل مذمت ہے۔ البتہ کسی مسلمان کو صرف اپنی خواہشات کی بناپر یا عصبیت کی وجہ سے کافر کہنا بغیر کسی شرعی دلیل کے یہ قابل مذمت اور خطرناک عمل ہے ہر کفر قابل مذمت نہیں جس طرح کہ ہر ایمان قابل تعریف نہیں ایمان میں سے ایک ایمان واجب ہے جیسا کہ اللہ پر ایمان، ایک ایمان حرام اور شرک ہے جیسا کہ ایمان بالطاغوت، اسی طرح ایک کفر واجب اور قابل تعریف ہے جیسا کہ کفر بالطاغوت، ایک کفر قابل مذمت ہے یعنی اللہ اور اس کی آیات اور دین کا کفر، اس طرح کسی مسلمان کو بغیر کسی شرعی دلیل کے کافر کہنا قابل مذمت ہے۔ اسی طرح کسی مشرک و کافر کو مسلمان کہنا اس کی جان ومال کو محفوظ قرار دینا اسے اخوۃ اسلامی میں داخل کرنا اس سے ایمانی تعلق رکھنا یہ بھی خطرناک قابل مذمت فساد کا سبب عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ (الانفال:73)

''جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہو گا۔''

البتہ مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ رسول ﷺ سے مروی نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی کو کافر کہے کافر ہو جاتا ہو جب کوئی شخص وہ عمل کرے جسے اللہ ورسول ﷺ نے کفر کہا ہو؟ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ کسی بھی مسلمان کو کافر نہیں کہا جا سکتا تو پھر اس کا تعارض اللہ کے فرمان کے ساتھ آئے گا جو ان لوگوں سے متعلق ہے جو بظاہر مسلمان تھے مگر اللہ نے ان سے کہا تھا:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ (التوبۃ:65)

''بہانے مت بناؤ تم اسلام لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

دوسرا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَی الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰی لَهُم (محمد:25)

''جو لوگ مرتد ہو گئے ہدایت واضح ہونے کے بعد شیطان نے ان کے سامنے مزین کیا (ارتداد) اور انہیں امیدیں دلائیں۔''

فرمان ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْم (المائدۃ:54)

''ایمان والو جو تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کرے گی وہ لوگ مؤمنوں کے لیے نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی کی ملامت کا انہیں خوف نہیں ہو گا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اللہ بہت وسیع اور علیم ہے۔''

اسی طرح کی دیگر آیات بھی ہیں۔ اگر کوئی مسلمان نہ کافر ہو نہ مرتد تو پھر مرتد کے احکام کا کیا فائدہ ہے؟ جن کا کتب فقہ میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اور نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ

((مَنْ بَدَّل دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

"کہ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کر دو۔"

صحیح مسلم میں جو حدیث اس الفاظ اس طرح ہیں:

((من قال لاخیه المسلم یا کافر فان کان کذلك والا عاد علیه))

"جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا اگر وہ ایسا ہی تھا تو (صحیح) ورنہ یہ قول اسی پر لوٹ آئے گا۔"

اس حدیث میں لفظ ((فان کان کذلك)) دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اس مسلمان کو کافر کہا جا سکتا ہے جو اپنے اسلام میں کفر کا مظاہرہ کرتا ہے اور تکفیر کے موانع کی نفی کرتا ہے یعنی اگر وہ مسلمان کہلانے والا کافر ہے تو پھر اسے کافر کہنا صحیح ہے۔ اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ لفظ کہنے والے پر پلٹ آئے گا یعنی اس کی تکفیر اسی پر لوٹ آئے گی اگر وہ شخص کافر نہ تھا جسے اس نے کافر کہا ہے۔ لہٰذا جس نے کسی ایسے مسلمان کو کافر کہا جس کا کفر ظاہر ہو چکا ہو تو کہنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا (اگرچہ اس کا یہ فتویٰ صحیح نہ بھی ہو کسی وجہ سے) یعنی موانع تکفیر میں سے کوئی مانع موجود تھا جس کی خبر اس کو نہ ہو سکی تھی) خاص کر جب فتویٰ یا حکم اس نے اللہ کے دین کی حمیت کی وجہ سے لگایا ہو تو ایسا شخص ماجور ہے اسے اجر ملے گا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا جب انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں (مراد حاطب رضی اللہ عنہ تھے) اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح کر دیا کہ حاطب رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہوا ہے مگر عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کفر یا نفاق کا فتویٰ تجھ پر لوٹ آیا ہے اس لیے کہ تم نے ایک مسلمان کو کافر کہا ہے اور اس کا خون حلال قرار دیا اور جس نے کسی، مسلمان کو کافر کہا وہ کافر ہوا۔ جیسا کہ ان لوگوں کا خیال اور رائے ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے متعلق ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت مفید باتوں کا ذکر کیا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ قابل مذمت شخص وہ ہے جو کسی کو تعصب یا قومیت یا خواہش نفس کی بنا پر کافر کہتا ہے۔ موحدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث کی علماء نے اور بھی بہت سی تاویلات کی ہیں:

① جس نے توحید اور مسلمانوں کے دین کو کفر کہا وہ کافر کہا۔

② انہوں نے اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا ہے جو مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے عمل کو معمولی سمجھتا ہو تو ایسا شخص اپنے اس عمل کی وجہ سے کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

ان کے علاوہ دیگر تاویلات بھی ہیں۔ تفصیل کے لیے شرح نووی علیٰ مسلم دیکھی جاسکتی ہے۔ علماء نے اس کی تاویل دیگر نصوص کی روشنی میں کی ہے اس لیے کہ اگر اس کا ظاہری معنی لیا جائے تو پھر یہ حدیث دین کے ان اصولوں کے معارض بنتی ہے جو اہل سنت والجماعت کے کفر و ایمان کے بارے میں محکم اصول ہیں مثلاً:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:116)

''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے،ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتاہے''۔

اس بات میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ کسی مسلمان کو دنیاوی غصے یا اپنی خواہش کی بناپر کافر کہنا اسے گالی دینا ہے یہ شرک سے کم تر ہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ علماء اس حدیث کی تاویل پر مجبور ہوئے ہیں اور اس کو دیگر محکم نصوص کی طرف لوٹا کر اس کی روشنی میں اس کو سمجھے ہیں اگر ہم یہ کہیں کہ اسی شبہ کی بناپر تو ہمارے مخالفین ہمارے خلاف دلیل پکڑتے ہیں کہ ہمیں یا کسی اور موحد مسلمان کو جس نے نفرت توحید اور طاغوت سے براءت کی وجہ سے کافر کہا اور ان کے دین کو خوارج کا دین کہا ان طاغوتوں میں سے جو توحید کے دشمن ہیں اور طاغوتی قوانین کے حمایتی اور مددگار ہیں تو ایسا شخص اس حدیث کی روسے کافر ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں یہ حق ہے اور جب اس کی تاویل کی ضرورت پڑ جائے اس لیے کہ یہ بلاشبہ کفر ہے۔ جہاں تک ان جاہلوں کی بات کا تعلق ہے کہ کافر صرف وہ ہے جو کافر ماں باپ سے کافر پیدا ہوا ہو تو یہ غلط اور متروک قول ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کہنے والا دراصل دین اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہے اس بات کی تردید کرنا صرف وقت کا ضیاع ہے اس لیے کہ اس قول کا مطلب تو یہ ہوگا کہ مسلمان کو کسی حالت میں کافر نہیں کہا جاسکتا حالانکہ یہ ایسی بات ہے جو متقدمین میں سے کسی عالم تو کیا کسی جاہل نے بھی نہیں کی۔اس قول کے بطلان کے لیے وہی آیات واحادیث کافی ہیں جو ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں۔



یہ آج کے علماء ان کفریہ قوانین کی حمایت میں کہتے ہے کہ

یہ حکمران ((لا الٰہ الا اللہ)) کے اقراری ہیں؟

ان حکمرانوں کی حمایت کرنے والے کہتے ہیں کہ تم ان قوانین کے محافظوں اور امن کے علمبرداروں کو کیسے کافر کہتے ہو تم انہیں سلام نہیں کرتے انہیں تسلیم نہیں کرتے ان کے ساتھ کفار والا سلوک کرتے ہو حالانکہ یہ تو "لا الٰہ الا اللہ" کا اقرار کرتے ہیں جبکہ رسول ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا جب اس نے ایسے شخص کو قتل کیا تھا جس نے زبان سے " لا الٰہ الا اللہ" کہا تھا آپ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ تم نے اس کو کیسے قتل کیا جبکہ اس نے "لا الٰہ الا اللہ" کہہ دیا تھا؟۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:94)

"ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جس نے تم پر سلام کہا (یا صلح کا اظہار کیا) تو اس کو یہ مت کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ تم دنیاوی مقاصد چاہتے ہو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی پہلے اسی طرح تھے اللہ نے تم پر احسان کر لیا (کہ تم کو ایمان کی نعمت سے نوازا) لہٰذا تحقیق کر لیا کرو اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا اقرار کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا ۔اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص ننانوے ٹوکرے گناہوں کے لائے گا اور اسے یقین ہو جائے گا کہ اس کا انجام برا ہے پھر ان ٹوکروں کے مقابلے پر دوسرے پلڑے میں ایک پرچی رکھی جائے گی جس پر "لا الٰہ الا اللہ" لکھا ہو گا وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔اسی طرح حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے: کتاب اللہ کو ایک رات اٹھا لیا جائے گا زمین پر اس میں سے ایک بھی آیت باقی نہیں رہے گی لوگوں میں سے ایسی ایک جماعت رہ جائے گی جسے نہ نماز کی خبر ہو گی نہ وہ صدقہ یا قربانی جانتے ہوں گے وہ کلمہ " لا الٰہ الا اللہ" کہتے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباءواجداد کو یہ کہتے ہوئے پایا ہے اس لیے ہم یہی کلمہ پڑھتے ہیں صلہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ یہ کلمہ انہیں کیا فائدہ دے گا جبکہ وہ نہ نماز کو جانتے ہوں گے نہ

صدقہ اور قربانی کو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" انہیں آگ سے نجات دے گا۔ اس طرح کی دیگر احادیث بھی ہیں۔

ان علماء کے اس شبہے کا جواب کئی طریقوں سے دیا جاسکتا ہے:

① اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آل عمران:7)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل کی ہے جس میں سے کچھ آیات محکمات ہیں وہ کتاب کی بنیاد ہیں اور کچھ آیات متشابہات ہیں جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیات کو ہی تلاش کرتے ہیں فتنہ تلاش کرنے کے لیے اور اس کی تاویل ڈھونڈتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔"

اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اس طرح آزمایا ہے کہ ان کی طرف جو شریعت نازل کی ہے اس میں کچھ آیات محکمات اور مضبوط قواعد ہیں احکامات ہیں واضح مدلل جن پر شریعت کا دارومدار ہے اختلاف کے وقت ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔کچھ آیات متشابہات یا ظنی الدلالت ہیں ذہن میں ان کے کئی معانی آتے ہیں متعدد معانی کی حامل آیات ہیں اللہ نے یہ بتلادیا کہ گمراہ اور دلوں میں کجی رکھنے والے ان متشابہ آیات کو تلاش کرتے ہیں اور محکم آیات کو چھوڑتے ہیں وہ تاویل تلاش کرتے ہیں جو ان آیات سے اللہ کی مراد ہے اور جسے اللہ نے نازل کیا ہے اللہ کے بندوں کے درمیان فتنہ اور تلبیس پیدا کرنے کے لیے جبکہ طالبانِ حق کا طریقہ اور راسخین فی العلم کی ان آیات کے معاملے میں رائے یہ ہے کہ وہ متشابہ آیات کو جو ان کے لیے مشکل ہوتی ہیں محکم آیات کی طرف لوٹا دیتے ہیں جو کتاب کی بنیاد ہیں جن پر تاویل کا دارومدار ہے انہی کی طرف اختلاف کو لیجایا جاتا ہے۔ الاعتصام میں شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ قاعدہ اور اصول صرف کتاب اللہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ سنت نبوی ﷺ میں بھی موجود ہے کچھ احادیث یا حوادث ہیں کہ جو مناسب و معین معانی کے بارے میں ہیں جب صرف انہی کو اپنایا جاتا ہے اور ان کی وضاحت کرنے والی احادیث کو ترک کر دیا جاتا ہے تو متشابہات کی اتباع اور محکم کا ترک شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح عام کو لینا اور اس کے مخصص کو چھوڑ دینا یا مطلق کو بغیر مقید کے اپنانا یا بہت سارے نصوص میں سے صرف ایک نص کو لے لینا (جو صرف اپنا مقصد ثابت کرنے کے لیے ہو) اور بقیہ کو چھوڑ دینا حالانکہ ان نصوص کا اس نص کے ساتھ ربط و تعلق ہوتا ہے مثلاً مشابہ کی اتباع کرنا

اور محکم کو ترک کر دینا اس طرح کرنا اللہ کے کلام میں بغیر علم رائے دینا ہے اپنی طرف سے شریعت کا حکم بنانا ہے۔ جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام پر ایمان لانا واجب ہے اور ان کے تمام احکام کو اپنانا ہی اسلام میں پورا پورا داخل ہونا ہے۔ اور اگر صرف ان دلائل کو تلاش کیا جائے جو اپنی خواہشات کے موافق ہیں تو یہ گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اور اکثر لوگ اس طرز عمل کی وجہ سے ہی گمراہ ہوئے ہیں۔ مثلاً خوارج اس لیے گمراہ ہوئے کہ انہوں نے وعدے کے نصوص کو چھوڑ دیا اور صرف وعید کے دلائل کو اپنایا۔ اللہ کے اس قول کو لے لیا۔

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا (الجن:23)

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

یہ عام نص ہے متشابہ ہے جب تک اس کو مقید اور مبین کے ساتھ نہ ملایا جائے وہ مقید یا مبین اللہ کا یہ فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:116)

”اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے“

اسی طرح مرجئہ نے ان دلائل و نصوص کو لے لیا جن میں ”لا الٰہ الا اللہ“ کہنے سے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے (جو پہلے مذکور ہوئے) اور اعمال کو انہوں نے بے فائدہ قرار دیا مسلمان ہونے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف زبان سے کلمہ کہنے کو کافی قرار دیدیا۔ اس کے تقاضوں کو پورا کرنے اس کے لوازمات کو اپنانے کی طرف توجہ نہیں دی حالانکہ یہ ضروری و لازمی ہیں۔ علماء نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ ”لا الٰہ الا اللہ“ جنت کی کنجی ہے مگر ہر چابی و کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اگر دندانے والی چابی ہو تو اس سے تالہ کھل جاتا ہے اگر دندانے کے بغیر ہو تو نہیں کھلتا۔ ”لا الٰہ الا اللہ“ کے دندانے اس کے شروط کو متحقق کرنا اور اس کے نواقض سے اجتناب کرنا ہے۔ جو بھی شخص اسلام سے واقفیت رکھتا ہے اس کی حقیقت کو جانتا ہے وہ اس بات میں شک نہیں کر سکتا کہ ”لا الٰہ الا اللہ“ سے مراد اس کا وہ معنی ہے جس میں نفی و اثبات ہوں۔ اگر اس کے تقاضوں کو مد نظر رکھے بغیر اس کے لوازمات اپنائے بغیر صرف زبان سے ”لا الٰہ الا اللہ“ کہا جائے تو اللہ تعالیٰ کو یہ مطلوب نہیں ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَاالٰهَ اللّٰهُ﴾ "اس بات کا علم ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔" اور فرمایا: ﴿اِلَّامَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ "مگر جس نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے ہوں۔" اسی طرح حدیث بھی ہے کہ:

((من مات وهو يعلم انه لااله الاالله دخل الجنة))

"جو مر جائے اور وہ " لاالٰہ الا اللہ " کا علم رکھتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مراد اس کلمہ کے معنی کی معرفت ہے یعنی توحید کو اپنانا اور شرک سے براءت کا اعلان کرنا اس کلمے کی گواہی میں اسی بات کا قصد کرنا شرط ہے اس کے متحقق و ثابت ہونے کے لیے اور اللہ کے وعدے کو جو کہ اس کلمہ کی وجہ سے ہے حاصل کرنے کے لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اس کے لیے باب باندھا ہے ((من مات على التوحيد دخل الجنة)) "جس کو پر توحید پر موت آئی ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔" لہٰذا مطلوب و مقصود توحید ہے جس پر یہ کلمہ دلالت کرتا ہے صرف زبان سے ادائیگی نہیں جب تک اس کے حقوق کو تسلیم نہ کر لیا جائے اور اس کے منافی امور سے اجتناب نہ کیا جائے جیسا کہ صحیحین میں مروی معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تاکید کی انہیں دعوت دینے کا طریقہ سکھایا جب انہیں یمن بھیج رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے " لاالٰہ الا اللہ " کی طرف دعوت دو۔ ایک روایت میں ہے کہ انہیں توحید کی طرف دعوت دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ " لاالٰہ الا اللہ " کی طرف دعوت سے مراد توحید کی طرف دعوت ہے صرف زبان سے الفاظ ادا کرنا نہیں۔ ہم اپنی کتاب "هذان خصمان اختصموا" میں اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ " لاالٰہ الا اللہ " اور العروۃ الوثقیٰ کے دو رکن ہیں۔

نفی اور اثبات، نفی "لاالٰہ" ہے یعنی کفر بالطاغوت اور اثبات ہے "الا اللہ" یعنی ایک اللہ کی عبادت، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے العروۃ الوثقیٰ کی وضاحت خود اس طرح کی ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرۃ:256)

"جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔"

اللہ نے نجات اور عروۃ الوثقیٰ کو تھامنے کی دو شرطیں بتائی ہیں جو ایک دوسرے سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتیں ایک کفر بالطاغوت اور دوسری ہے " ایمان باللہ " "کفر بالطاغوت " ایمان اللہ کے بغیر اور ایمان باللہ کفر بالطاغوت کے بغیر کافی نہیں، بلکہ دونوں کو بیک

وقت اپنانالازمی ہے۔اب یہ موجودہ حکمران طاغوت کے منکر نہیں ہیں بلکہ ان کے حمایتی ومحافظ ہیں،ان کے مددگار ہیں اس لیے یہ نہ تومؤمن ہیں نہ مسلمان اور نہ ہی عروۃالوثقیٰ کو تھامنے والے ہیں بلکہ اگر یہ اسی شرک پر مرگئے تو ان کا انجام بہت براہوگا اگرچہ زبان سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مرتبہ " لاالٰہ الااللہ "کہتے رہیں۔مسیلمہ کذاب کے متبعین بھی زبان سے " لاالٰہ الااللہ " کہتے تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے "محمد رسول اللہ "کی گواہی دیتے تھے مگر رسول ﷺ کے ساتھ ایک آدمی کو رسالت میں شریک کرلیا تھالہٰذا کافر قرار پائے ان کی جان ومال کو حلال قرار دیا گیا صرف محمد ﷺ کے ساتھ رسالت میں شریک کرنے کی وجہ سے ان کا" لاالٰہ الااللہ "کا اقرار ان کے کسی کام نہ آیا کہ اپنے قبیلے کے ایک آدمی کو رسالت محمدیہ میں شریک کرلیا تھا۔اس آدمی کے بارے میں کیا کہیں گے جو اللہ کے ساتھ کسی بادشاہ، سردار،امیر یا عالم کو عبادت میں شریک کرتا ہو؟کسی بھی نوع کی عبادت اس کے لیے بجالاتا ہو چاہے سجدہ ہو رکوع ہو یا تشریع ہو۔جبکہ ان لوگوں میں آخرالذکر شرک موجود ہے۔"کفر بالطاغوت ایمان باللہ "کے ساتھ عظیم القدر کلمہ کی شروط میں سے ہے۔علماء نے اس کے شروط ذکر کی ہیں اور پھر اس کے دلائل بھی دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان جان سکے کہ یہ کلمہ صرف زبان سے ادا کرنا نہیں بلکہ ان مندرجہ ذیل شروط کو پورا کرنا ہے:

① اس کے تقاضوں کو پورا کرنا نفیاًواثباتاً دونوں کو۔

② اس کے حقوق کے آگے جھکنا انہیں تسلیم کرنا۔

③ ایسا صدق جو کذب کے منافی ہو۔

④ ایسا اخلاص جو شرک کے منافی ہو۔

⑤ ایسا یقین جو شک کے منافی ہو۔

⑥ اس کلمے سے محبت اور جس (توحید) پر یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اس سے محبت۔

⑦ اس طرح قبول کرنا کہ اس کے لوازمات کو ردّ کرنے والی کسی بھی چیز کے منافی (قبولیت)ہو۔

مزید تفصیلات اپنے مقام پر دلائل کے ساتھ موجود ہے اس کے لیے دیگر کتب (مثلاً میراث الانبیاء) دیکھی جاسکتی ہیں۔یہاں ان کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شبہ سے متعلق جو احادیث پیش کی جاتی ہیں دیگر نصوصِ کتاب وسنت ان کی وضاحت کرتی ہیں۔مثلاً یہ حدیث کہ جس نے "لاالٰہ الااللہ " کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کے فرمان:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرۃ:256)

"جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔"

کے ساتھ ملا کر سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کا یہ فرمان بھی سامنے رکھنا چاہیے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:116)

"اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے"

اگر کوئی مشرک ہزار دفعہ " لا الٰہ الا اللہ " کہتا ہے اور اس کے معنی سے بھی واقف ہے مگر اپنا شرک نہیں چھوڑتا جس طاغوت کی عبادت کرتا ہے اور مدد کرتا ہے اس سے براءت کا اعلان نہیں کرتا تو اس نے العروۃ الوثقیٰ کو نہیں اپنایا اللہ اس کو بخشے گا بھی نہیں اور اسے جنت میں بھی داخل نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدۃ:72)

"بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کرلیا اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔"

اسی طرح ان تمام احادیث کو ساتھ ملا کر دیکھنا چاہیے جو موضوع سے متعلق ہوں تاکہ ہر لحاظ سے ایک موضوع کو سمجھا جاسکے اس موضوع کے تمام گوشے سامنے آسکیں۔ ہمیں ان لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہیے جو متشابہ نصوص کو تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ صحیحین کی یہ حدیث ملاتے ہیں۔

((أشهد أن لا اله لا الله وأنّي رسول الله لا يلقى اللهَ بهما عبدٌ غير شاكّ بهما الا دخل الجنة))

"جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اگر کوئی شخص یہ کلمہ پڑھتا ہو اور اس میں شک نہ کرتا ہو تو جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔"

یا یہ حدیث کہ:

((ما من أحد شهد أن لا اله الا الله وأني رسول الله صدقاً من قلبه الا حرّم الله عليه النّار))

"جس نے دل کی سچائی سے " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کی گواہی دی اللہ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کردی ہے۔"

اس طرح کی دیگر احادیث کو بھی اگر ہمارے بیان کردہ طریقے کے مطابق سمجھا جائے تو دین کا علم اور اللہ کی مرضی کا دین سمجھ میں آجائے گا۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح (1/219) میں بعض علماء سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ احادیث مجمل ہیں ان کی شرح اور مفہوم یہ ہے کہ جس نے کلمہ کا زبان سے اقرار کرلیا اور اس کا حق ادا کردیا اس کا فریضہ بجالایا۔یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے یہ کلمہ توبہ اور ندامت کے وقت کہا اور اسی پر مر گیا۔ نووی a کہتے ہیں: یہ تاویلات اس وقت ہیں جب ان احادیث کو ان کے ظاہر پر محمول کیا جائے مگر جب انہیں اپنے اپنے مقام پر رکھا جائے گا تو پھر ان کی تاویل مشکل نہیں ہے جیسا کہ محققین نے بیان کیا ہے۔اسی طرح" لا الٰہ الا اللہ "کی پرچی والی حدیث بھی ہے اس سے مراد بھی توحید، ایمان باللہ کفر بالطاغوت اور اس کلمہ کے نواقض سے اجتناب ہے۔اس حدیث کو نصوص محکمہ کی روشنی میں سمجھا جائے گا جیسا کہ آیت ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ (النساء:116)

"اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے،ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کے ۹۹ ٹوکرے جو معاف ہوں گے وہ شرک کے علاوہ ہوں گے اس لیے کہ شرک اس پرچی کے منافی ہے اسے اللہ کبھی نہیں بخشتا جیسا کہ آیت میں مذکور ہے مشرک اگر شرک کی حالت میں مر گیا تو جنت میں داخل نہیں ہوگا۔اگر ان ۹۹ ٹوکروں میں ایسی کوئی چیز ہوئی جو اس پرچی کے منافی ہو تو وہ پرچی کبھی بھاری نہیں ہوگی نہ یہ پرچی والا نجات حاصل کرے گا اس لیے کہ اس وقت یہ پرچی صحیح توحید کی پرچی نہیں ہوگی بلکہ ایک کلمہ یعنی چند الفاظ پر مشتمل ایسا دعویٰ ہوگا جو صرف زبان سے کیا گیا ہو مگر اس کے معنی ولوازمات کا ارادہ اس میں شامل نہ ہو۔اگر ان ٹوکروں میں غیر اللہ کی عبادت ہوگی یا اللہ کے ساتھ تشریع (کا گناہ ہوگا) یا شریعت سازوں کی مدد اور ان سے دوستی کرنے یا دین (اسلام) کو گالیاں دینے یا دین والوں سے لڑنے کا گناہ ہوگا تو یہ پرچی کوئی فائدہ نہیں دے گی نہ ہی کسی کو جنت میں داخل کرے گی اس لیے کہ یہ سب امور اس کلمہ کے منافی ونواقض ہیں یہ کامیابی اور نجات کی راہ میں رکاوٹ ہیں البتہ شرک کے علاوہ دیگر گناہوں سے بھرے ہوں تو پھر" لا الٰہ الا اللہ "کی پرچی فائدہ دے گی۔حدیث میں دراصل کلمہ توحید کی اہمیت وعظمت بیان کی گئی ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس نے اس کلمہ کو حقیقتاً ادا کیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کے مطابق اس کلمہ کو اپنایا تو (اس کلمہ سے ثابت ہونے والی) توحید اپنی

عظمت کی وجہ سے تمام گناہوں کو ڈھانپ لے گی وہ گناہ اور خطائیں جو شرک سے کم تر ہیں یہی مفہوم ایک حدیث قدسی بھی بیان کر رہی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((یا ابن آدم لو أتیتنی بقراب الارض خطایا، ثم لقیتنی لا تشرك بی شیئاً أتیتك بقرابها مغفرة)) (رواہ الترمذی)

"اے ابن آدم اگر تو میرے پاس زمین بھر کر خطائیں لے کر آئے تو مگر اس حال میں آئے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے (بدلے میں) زمین بھر کر مغفرت دے دوں گا۔"

اسی طرح ایک حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے کہ زمین سے قرآنی آیات ساری اٹھالی جائیں گی........(اگر یہ حدیث سنداً صحیح ہے تو)اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس وقت رہ جائیں گے تو وہ شرائع واحکام میں سے کچھ نہ جانتے ہوں گے سوائے اس کلمہ اور اس کے معانی ومقاصد کے یعنی وہ مشرک نہیں ہوں گے البتہ شرعی احکام سے لاعلم ہوں گے۔ اس لیے کہ شرک کو اللہ معاف نہیں کرتا، البتہ یہ لوگ چونکہ روزے، نمازیں اور قربانی کے تارک ہوں گے اگر یہ موحّد ہوئے تو ان دیگر احکام میں ان کو معذور سمجھا جائے گا اس لیے کہ یہ احکام صرف رسالت کی حجۃ کے ذریعے سے معلوم کیے جاسکتے ہیں جبکہ حدیث بتاتی ہے کہ ان کے زمانے میں قرآن اٹھالیا جائے گا اس میں سے ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی جبکہ اللہ کی کتاب ہی حجۃ ہے جس پر انذار کا مدار ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (الانعام:19)

"میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے سے تمہیں اور جس کو بھی یہ قرآن پہنچے ڈراؤں خبردار کروں۔"

جس کو قرآن پہنچ گیا اس پر حجت قائم ہو گئی اور جس کو نہیں پہنچا وہ شریعت کے فروعی مسائل کے بارے میں معذور ہے مگر توحید کے ترک پر اور شرک کی اتباع کرنے پر معذور نہیں ہے اس لیے کہ توحید پر اللہ نے مکمل حجۃ قائم کر دی ہے اور مختلف طریقوں سے کی ہے جس کی تفصیل آنے والی ہے۔ اگر مذکورہ حدیث سنداً صحیح ہے تو ان لوگوں کی حالت کو ہم عمرو بن نفیل رحمۃ اللہ علیہ کی حالت پر قیاس کریں گے جو نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی مسلمان تھا دین حنیف پر تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اس نے کہا تھا:

((اللهم لو أعلم أحب الوجوه الیك لعبدتك به، ولكنی لا أعلمه))

"اے اللہ اگر میں تیرا پسندیدہ طریقہ جانتا ہوتا تو اس کے مطابق تیری عبادت کرتا لیکن میں نہیں جانتا۔"

اس طرح کے لوگ معذور ہیں کہ انہیں ان شرعی احکام کی معلومات نہیں ہیں جو صرف انبیاء کے توسط سے معلوم ہو سکتے ہیں لہٰذا ایسا شخص نہیں جانتا کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے یا زکاۃ کیسے دی جاتی ہے لہٰذا اس بارے میں وہ معذور ہے جبکہ توحید کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ اللہ کا اپنے بندوں پر وہ حق ہے جس کے لیے تمام انبیاء کو مبعوث کیا ہے اور اس کے لیے مختلف دلائل پیش کیے ہیں۔ ان سب باتوں کو تب ہی تسلیم کیا جائے گا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً یہ ثابت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انہیں یہ کلمہ جہنم سے نجات دیدے گا اس لیے کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ لفظ مدرج ہے یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو حدیث کے الفاظ میں درج ہوا ہے جیسا کہ اہل علم نے کہا ہے۔ بلکہ بعض محققین علماء نے کہا ہے کہ یہ پوری حدیث ہی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس کی سند میں ابو معاویہ خازم الضریر مدلّس ہے اور جب یہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتا ہے تو وہ حدیث ضعیف شمار ہوتی ہے جبکہ یہاں یہ حدیث اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور سے مروی ہے اس کے علاوہ یہ عقیدہ ارجاء کا سرغنہ بھی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے ہی مرجئہ استدلال کرتے ہیں اور اس کو (اپنے عقیدے کے ثبوت کے لیے) اپنائے رکھتے ہیں۔ علماء نے نے اہل بدعت کی ایسی روایات قبول کرنے سے منع کیا ہے جو ان کی بدعت کی تائید کرنے والی ہوں۔ (نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر)

جبکہ اس حدیث میں مرجئہ کی تائید موجود ہے لہٰذا اس حدیث کو قبول نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس میں توسنداً بھی ضعف و تدلیس موجود ہے۔ جہاں تک اسامہ کی حدیث کا تعلق ہے تو وہ ایسے کافر کے بارے میں ہے جو ڈر یا مجبوری کی وجہ سے مسلمان ہو چکا ہو اور اسلام کے منافی کسی عمل کا اظہار نہیں کرتا تو اس کی جان محفوظ ہے اسے قتل نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ وہ خود کو محفوظ کر چکا ہے جب تک اسلام کے منافی کوئی کام نہ کر لے۔ اسی لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں اس طرح باب باندھا ہے:

((باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا اله الا الله)) (صحیح مسلم)

یہاں ایک بہت بڑا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے ان دو باتوں میں کہ ایک ہے تحفظ میں آجانا اور ایک ہے اس تحفظ کو برقرار رکھنا۔ کافر جب زبان سے " لا الٰہ الا اللہ " ادا کر دیتا ہے تو اسے تحفظ مل جاتا ہے لیکن اس تحفظ کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کلمے کے حقوق کا التزام کرے اور اس کے نواقض سے اجتناب کرے کافر جب اسلام میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ " لا الٰہ

الا اللہ "کا زبانی اقرار کرتا ہے اس وقت یہ زبانی اقرار اسلامی احکام کو قبول کرنے اور انہیں تسلیم کرنے کی تیاری ہوتی ہے اگر ان چیزوں کو وہ (بعد میں) ثابت نہ کر سکا تو جس تحفظ میں وہ اس کلمہ کے اقرار کے ذریعے آیا تھا وہ تحفظ باقی نہیں رہے گا بلکہ وہ ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ حدیث صرف اس آدمی کے بارے میں ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے اسلام قبول کر چکا ہو اور اسلام کے منافی کسی کام کا اظہار یا ارتکاب نہ کیا ہو۔ یہ حدیث اس کے بارے میں نہیں ہے جو ایک عرصے سے اسلام کا دعویدار ہو مگر جب اس کی حالت پر غور کریں تو وہ اسلام اور اہل اسلام سے جنگ کرنے والا اور طاغوت کا ساتھی ہو۔ طاغوتی قوانین کا حمایتی ہو ایسا شخص اگر سینکڑوں ہزاروں مرتبہ بھی" لا الٰہ الا اللہ "کہتا رہے تو وہ کفر سے خارج نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کفر و شرک اور طاغوت کی عبادت و حمایت سے دست بردار نہیں ہو جاتا۔ اس لیے کہ اس کلمے کا مقصد یہی وہ اہم ترین مقصد ہے جو اب تک اس نے پورا نہیں کیا ہے۔

اس کی مثال اللہ کا یہ فرمان بھی ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:94)

"جس نے تمہیں سلام کیا (یا صلح کا ہاتھ بڑھایا) اسے یہ مت کہو کہ تم مؤمن نہیں ہو۔"

اس حدیث کا شان نزول حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ایک آدمی کے پاس سے گذری جس کے پاس کچھ بکریاں تھیں اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سلام کیا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا اور اسلام کے منافی کسی عمل کا اظہار نہیں کیا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ والا سلوک کیا یعنی اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریں قبضہ کر لیں دلیل اس بات کو بنایا کہ اس نے خوف کی وجہ سے کلمہ کہا ہے اللہ نے ان کی اس بات کی مذمت کی اس کا ردّ قرآن میں نازل کر دیا جس سے ہمارے لیے یہ بات لازم ہو گئی کہ جو شخص ہمارے سامنے اسلام کا اظہار کرے تو ہمیں اس کے ظاہر کو مد نظر رکھ کر معاملہ کرنا چاہیے جب تک کہ وہ کوئی خلاف اسلام کام نہ کر لے۔ اگر (کلمہ کے اقرار کے بعد) یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اسلام کا اظہار کرتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ایک اور دین کو بھی اپنائے ہوئے ہے اس سے براءت کا اظہار نہیں کرتا مثلاً جمہوریت کو اپناتا ہے یا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی حمایت کرتا ہے تو اس کا کلمہ قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ ان سب چیزوں سے براءت کا اعلان نہ کر دے اور خالص اللہ کے دین کو نہ اپنا لے اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے کہ: ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ تحقیق کر لیا کرو۔

۞۞۞۞۞

یہ علماء لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے ہے کہ

یہ شرک اور کفر کرنے والے لاعلم ہے۔
(یعنی ان مشرکین کے بارے میں یہ لاعلمی کا عذر پیش کرتے ہے)

ان علماء کا کہنا ہے کے ان کفریہ قوانین کے ماننے والے اور ان کے حمایتی لاعلم ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انہیں تعلیم دی جائے انہیں دعوت دی جائے ان کے سامنے وضاحت کر دی جائے انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کے سردار ور ہنما طاغوت ہیں اور قانون سازی میں ان کی اطاعت اور عبادت شرک ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر ان کی یہ دوستی اور قانون کی حمایت کفر نہیں ہے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان لوگوں کو دعوت دینی چاہیے بلکہ یہ تو بہت ہی احسن و بہترین کام ہے۔
وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم السجدۃ:33)
"اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور عمل صالح کرتا اور کہتا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

لیکن یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ اللہ کی عبادت میں شرک کرنے والا دعوت دیے جانے سے پہلے دعوت دیے جانے کے دوران اور اس کے بعد بھی جب تک توحید کو نہ اپنالیں طاغوت کا انکار نہ کر دیں اُس وقت تک یہ مشرک ہی رہیں گے۔ ان کو دعوت دینے کی اہمیت اس حکم کو تبدیل نہیں کر سکتی نہ انہیں موحد بنا سکتی ہے نہ ان سے شرک کا لفظ ختم کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (التوبۃ:6)
"اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجئے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیں یہ اس لیے کہ یہ لاعلم قوم ہے۔"

اللہ نے مشرکوں کو اللہ کے کلام سننے سے پہلے مشرک قرار دیا انہیں لاعلم بھی کہا ہے۔ اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ انہیں دعوت دیں۔ انہیں اللہ کا کلام سنائیں دین پہنچائیں مگر یہ سب باتیں اس صفتِ (مشرک) میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتیں نہ دعوت سے قبل نہ اس کے دوران نہ اس کے بعد جب تک وہ شرک پر قائم اور توحید سے لاتعلق ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرک اکبر جو دین حنیف کے منافی ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ عبادۃ ظاہرہ میں سے کوئی بھی عبادت غیر اللہ کے لیے کی جائے یہ شرک اکبر ایسا عمل ہے جس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے چاہے وہ لاعلمی ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ اللہ نے اس پر اپنی حجت مختلف طرق سے قائم کر دی ہے۔ جن میں سے علماء نے چند طرق کا ذکر کیا ہے۔

اللہ کی وحدانیت پر ظاہر کونی دلائل

① جن سے اللہ کی ربوبیت، وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اکیلا ہی خالق مدبر، مصور ہے وہ اکیلا ہی لائق عبادت اور قانون ساز ہے شرعاً وعقلاً یہ بات جائز نہیں کہ ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ کے لیے مانی جائے۔ ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ﴾ (الاعراف) ”یادرکھو پیدا کرنا اور حکم کرنا اسی (اللہ) کا کام ہے۔“

② اللہ کا بنی آدم سے میثاق لینا جب انہیں ان کے باپ آدم کی پشت سے نکالا تھا چیونٹیوں کی طرح۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ، اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (الاعراف: 172-173)

”اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں انہی کی جانوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ہم سب گواہ ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو پہلے سے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم تو ان کے بعد انکی اولاد تھے۔ تو کیا ان غلط کاروں کے کام پر تو ہمیں ہلاکت میں ڈالے گا؟“

اللہ نے ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا کہ وہ لاعلم تھے اور جہالت کی وجہ سے باپ دادا کی تقلید کرتے تھے ظاہر شرک میں جبکہ اللہ نے ان سے پہلے عہد لے رکھا تھا کہ میرے سوا کسی کو ربّ مت بناؤ۔

③ وہ فطرت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور اسے بندوں کے دلوں میں بٹھا رکھا ہے۔ کہ وہی اللہ خالق، رازق اور لائق عبادت ہے قانون ساز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

((کل مولود یولد علی الفطرۃ فأبواہ یھوّدانہ أو ینصّرانہ أو یمجّسانہ)) (متفق علیہ)

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں ایک روایت میں ہے مشرک بناتے ہیں۔"

مسلم کی روایت میں حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے:

((انی خلقت عبادی حنفاء فجاء تھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم فحرّمت علیھم ما أحللت لھم))

"میں نے اپنے بندوں کو حنفاء پیدا کیا۔ پھر ان کے پاس شیطان آیا انہیں دین سے بھٹکا دیا تو میں نے ان پر وہ چیز (جنت) حرام کر دی جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھی"۔

④ اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے اس عظیم مقصد کے لیے رسول مبعوث فرمائے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:36)

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) اللہ کی عبادت کرو طاغوت سے اجتناب کرو۔"

رسول جو خوشخبری دینے والے ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف انبیاء کی بعثت کے بعد حجۃ نہ رہے۔ جس کو رسول کی دعوت براہ راست نہیں پہنچی اسے بالواسطہ پہنچ گئی ہے۔ اگرچہ ہر نبی کی شریعت الگ الگ تھی مگر توحید اپنانے اور شرک اس اجتناب کرنے میں سب کی دعوت متفقہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء:15)

"ہم اس وقت تک عذاب نہیں کرتے جب تک رسول بھیج نہ دیں۔"

اللہ کا یہ فرمان سچا ہے تمام لوگوں کے لیے اللہ نے رسول مبعوث کر دیئے ہیں اور رسالت کا اختتام اور واضح حجۃ کی تکمیل جناب محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعے سے کر دی گئی آپ کے بعد رسول اور نبی نہیں ہے۔

⑤ اللہ نے کتابیں نازل کی ہیں جو تمام کی تمام اس عظیم مقصد کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ان کتب کا اختتام ایسی کتاب پر کیا ہے جسے پانی سے مٹایا نہیں جاسکتا نہ وہ بوسیدہ ہوتی ہے۔اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے قیامت تک کے لیے لیا ہے۔دین کے اکثر مسائل میں اس کی تبلیغ کے ساتھ انذار کو معلق بنایا ہے۔خاص کر سب سے عظیم واہم مسئلہ یعنی توحید کا اس میں بطور خاص ذکر ہے۔ ((وأوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ))"میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے سے تمہیں ڈراؤں اور ان کو بھی جن تک یہ قرآن پہنچے۔"فرمان ہے:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (البینۃ:1)

"مشرکین اور اہل کتاب میں سے جو کافر ہیں وہ باز رہنے والے نہیں ہیں جب تک ان کے پاس دلیل نہ آجائے۔"

پھر اس کے بعد "بَیِّنَۃ" اور حجۃ کی وضاحت اس کی ہے:

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (البینۃ:2)

"اللہ کے رسول جو پاکیزہ صحیفے پڑھتے ہیں۔"

جس کو یہ قرآن عظیم پہنچ گیا تو اس پر حجۃ قائم ہو گئی خاص کر دین کے واضح ترین مسئلے (توحید) میں۔جو لوگ حجۃ قائم ہونے سے مراد یہ لیتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کے مقام پر حجۃ پہنچ جائے تو اس بات کی تردید اللہ نے کر دی ہے جب مشرکوں نے مطالبہ کیا تھا تو اللہ نے فرمایا تھا:

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (المدثر:49-52)

"انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے اعراض کرتے ہیں جیسے بدکے گدھے شیر سے بھاگتے ہیں بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلا صحیفہ مل جائے۔"

نبی ﷺ کی دعوت کا طریقہ سب کو معلوم ہے۔ جب آپ ﷺ نے کفار کو دعوت دی تو ان کے رؤسا کو خطوط لکھے عوام کو نہیں بھیجے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے نمائندوں پر یہ شرط نہیں رکھی کہ ہر شخص کے پیچھے جا کر اسے دعوت دیں تاکہ ان پر حجۃ قائم ہو خاص کر اسلام سے جنگ کرنے والوں کو۔ جب اسلام پھیل گیا تو اب علماء کو وہ حالت در پیش نہیں ہے جو اسلام کے شروع دور میں تھی یا نئے مسلمان ہونے والوں کے ساتھ حالت تھی۔ یہ طواغیت اور ان کے مدد گار و حمایتی پہلے والے مشرکین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں کہ دونوں قرآن سے اعراض کرنے والے ہیں اس لیے کہ قرآن میں توحید ہے۔ قرآن کو ترک کرتے ہیں حق سننے سے احتراز کرتے ہیں۔ یہ جاہل مشرک ہیں مگر یہ جہالت انہوں نے خود اختیار کی ہے کہ یہ محفوظ نصیحت اور قائم ہونے والی حجۃ (قرآن) سے اعراض کرتے ہیں حالانکہ وہ ہر وقت ان کے پاس ہے۔ یہ جہالت یالاعلمی اس بنا پر نہیں ہے کہ ان کو رسالت نہیں پہنچی یا بے وقوفی، جنون یا بچپنے کی وجہ سے نہیں ہے اس خود اختیار کردہ جہالت کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلام کے ساتھ جنگ شروع کر رکھی ہے اسلامی احکامات سے جان بوجھ کر دور ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جنگ کرنے والے مقابلے کرنے والے پر حجۃ قائم نہیں کی جاتی۔ اسی لیے علماء نے اس باب میں فرق کیا ہے اس قتال میں جو دفاع کے لیے ہے اور اس قتال میں جو قتال طلب ہے۔ پھر یہ مقابلہ کرنے والے جو اللہ کے دین کے دشمنوں کی حمایت کرنے والے ہیں یہ اپنے باطل مذہب کے دفاع میں دلیل دیتے ہیں کہ ان پر حجۃ قائم نہیں ہوئی ان کا یہ قول جہالت کے ساتھ ساتھ اللہ کے اس قول کے بھی معارض ہے۔ ﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ "اللہ کی حجت ہے جو پہنچی ہوئی ہے۔" یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ حجۃ توحید کے معاملے میں کئی طرق سے قائم ہو گئی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اپنے والد کے بارے میں کہا تھا کہ ((ان أبي وأباك في النار)) "میرا باپ اور تمہارا باپ جہنم میں ہیں۔" (مسلم) حالانکہ آپ ﷺ کے والد ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ

"تاکہ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباء کو نہیں ڈرایا گیا تو وہ غافل ہیں۔"

یہ صرف اس وجہ ہے کہ توحید کو اپنانے اور شرک اکبر۔ غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کرنے پر اللہ نے حجۃ قائم کر دی ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام کا صرف نام جانتے ہیں۔ اسلام کے احکام کو صرف رسماً اپنائے ہوئے ہیں اور توحید کے معاملے میں قیام حجۃ کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ شرک واضح ترین مسئلہ ہے۔ توحید تو اللہ کا اپنے بندوں پر سب سے بڑا حق ہے۔ اسی لیے تو اللہ نے تمام انبیاء مبعوث فرمائے اسی کے لیے کتب نازل فرمائیں متواتر حجتیں قائم کیں۔ اس پر یہ لوگ کبھی کبھی آیات کا غلط مطلب لے کر شبہات وارد کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ کا یہ فرمان:

﴿وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾(الاسراء:15) اس سے مراد لیتے ہیں کہ جب تک ہر مسئلے میں یہاں تک کہ توحید وشرک میں بھی حجۃ قائم نہ کی جائے تکفیر جائز نہیں ہے۔حالانکہ اس آیت میں ان کی اس غلط رائے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔﴿وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ:"کہ جب تک ہم رسول نہ بھیجیں کافر قرار نہیں دیتے "بلکہ ﴿مُعَذِّبِيْنَ﴾ کہاہے۔اس سے مراد دنیاوی عذاب ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (القصص:59)

"تمہارارب اس وقت تک کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتاجب تک اس میں رسول نہ بھیج دیں جو ان پر ہماری آیات پڑھے۔"

عذاب اخروی بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ:

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى (ملک:8-9)

"جب بھی اس جہنم میں کوئی قوم ڈالی جائے گی اس سے جہنم کا نگران پوچھے گا کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟وہ کہیں گی کیوں نہیں۔"

جبکہ تکفیر اور وہ بھی خاص کر شرک اکبر اور غیر اللہ کی عبادت کے معاملے میں تو اس آیت سے وہ مراد ہی نہیں ہے۔اس لیے کہ کافر یاتو عناد کی وجہ سے بنتاہے جو" مغضوب علیہم" ہیں کہ وہ حق کو جاننے کے باوجود اس کا انکار کرتے ہیں۔یا جہالت کی وجہ سے کافر ہوتاہے اعراض کرنے والا گمراہ جیسا کہ "الضالین" جن کے علماء نے دین بگاڑ دیا تھا۔ہر کافر کا کفر جانتے بوجھتے کی بناپر نہیں ہوتا بلکہ اکثر کافر جاہل گمراہ ہوتے ہیں وہ اپنے سرداروں،بڑوں کی تقلید کرتے ہیں اس خیال سے کہ یہ لوگ حق پر ہیں۔شرک اکبر کا مسئلہ تو نہایت واضح ہے اس پر اللہ نے حجۃ قائم کردی ہے لہٰذا اس مسئلہ میں لاعلمی عذر نہیں ہے اس لیے کہ اس مسئلے میں لاعلمی دین سے اعراض اور اللہ تعالیٰ کے اس مقصد سے لاعلمی ہے جس کے لیے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیاہے یہ وہ لاعلمی نہیں ہے جس پر حجت قائم نہیں ہوئی ہے۔

زید بن عمرو بن نفیل رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ میں بھی نصیحت وعبرت ہے کہ اس نے توحید کو اپنا لیا تھا حالانکہ خاص اس زمانے میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا تھا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کا زمانہ تھا یہ اس قوم میں سے تھا جن کے بارے میں اللہ نے فرمایاہے:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ (القصص:64،السجدۃ:3)

''اس لیے کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کر دے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا''

اس کے باوجود وہ حنیفی ملۃ ابراہیم پر تھا اپنی فطرت کی بنیاد پر توحید کی طرف آیا تھا طاغوتوں سے براءت کا اعلان کر چکا تھا ان کی عبادت و مدد سے اجتناب کرتا تھا یہ بات اس کی نجات کے لیے کافی تھی نبی ﷺ نے فرمایا ہے:
''وہ اکیلا ہی ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا۔'' نبی ﷺ'' نے اس کو دیکھا کہ ایک دستر خوان سجا ہوا تھا جس پر بتوں کے نام کا ذبیحہ رکھا تھا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا یہ کہہ کر میں بتوں کے نام پر ذبح کے گئے نہیں کھاتا۔'' وہ قریش کی مذمت انہی ذبائح کی وجہ سے کرتا تھا کہتا تھا اللہ نے بکری پیدا کی اور اس کے لیے آسمان سے پانی برسایا زمین سے چارہ اگایا پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو اللہ کا انکار اور بتوں کی تعظیم کرتے ہوئے۔(بخاری)

قابل غور بات ہے کہ کس طرح توحید فطرت میں بوئی گئی ہے اور شرک عارضی ہے جسے لوگوں نے ایجاد کیا ہے فطرت کو چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے ہیں۔ یہ ایسا آدمی تھا جس کے زمانے میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا اس کے باوجود اس نے توحید کو پہچان لیا اور اسے اپنا لیا اس کو نجات مل گئی بقیہ تفاصیلِ شریعت اور عبادت جو صرف رسالت پہنچنے سے معلوم ہوتے ہیں ان میں یہ معذور ہے وہ کہتا تھا اے اللہ اگر میں تیری عبادت کے پسندیدہ طریقے جان لیتا تو ان طریقوں کے مطابق تیری عبادت کرتا لیکن مجھے نہیں معلوم پھر زمین پر سجدہ کر لیتا لہٰذا وہ نماز روزہ وغیرہ احکام کے ترک پر معذور ہے اس لیے کہ یہ احکام صرف رسول کی رسالت سے معلوم ہوتے ہیں، جبکہ اس زمانے کے دیگر لوگوں کا عذر نہیں ہے جن میں آپ ﷺ کے والدین بھی ہیں اس لیے کہ انہوں نے توحید کو نہیں اپنایا اور شرک و کفر سے براءت کا ظہار نہیں کیا اگر چہ ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اس پر غور کرنا چاہیے اور لاعلمی کا عذر جو پیش کیا جاتا ہے اس بارے میں علماء متقدمین و متاخرین نے بحث کی ہے مگر اس کو صحیح اس وقت سمجھا جاسکتا ہے جب اس کے تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے اگر اس کی صرف ایک دلیل لی جائے اور اس پر بڑے بڑے مسائل کی بنیاد رکھ دی جائے تو ایسے میں جادۂ حق سے آدمی بھٹک جاتا ہے۔ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ جن لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو ربّ بنا لیا تھا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبۃ:13)

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔''

وہ بھی تولا علم و جاہل تھے انہیں معلوم نہیں تھا کہ قانون سازی میں کسی کی اطاعت کرنا عبادت اور شرک ہے جیسے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہتے ہیں کہ: وہ لوگ ان احبار ور ھبان کی عبادت نہیں کرتے تھے مگر وہ یہ جانتے نہیں تھے کہ تحلیل و تحریم اور تشریع میں کسی کی پیروی کرنا عبادت ہے اس کے باوجود انہیں کافر قرار دے دیا گیا کہ یہ صفات (تحریم، تحلیل، تشریع) انہوں نے غیر اللہ کی طرف پھیر دی تھی اس طرح ان کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے احبار ور ھبان کو ربّ بنالیا ہے۔ اس لاعلمی کو ان کا عذر تسلیم نہیں کیا گیا اس لیے کہ یہ کام اس فطرت کے خلاف ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ نے پیدا کیا ہے، رزق دیا ہے، صورت بنائی ہے، صحت دی ہے، تو قانون بنانے کا حق بھی صرف اسی کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں ہے۔ اللہ نے تمام انبیاء اور کتب کو صرف توحید عبادت ثابت کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اور اس لیے کہ لوگ ایک اکیلے اللہ کو ہی شریعت ساز اور حکم تسلیم کرلیں اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے اجتناب کرلیں۔ ہمارے اس دور میں تو یہ بات مزید واضح ہو گئی ہے یہ بیوروکریٹ ،فوجی، پولیس یا دیگر افرادِ حکومت سے اگر پوچھیں کہ آپ کا دین کون سا ہے؟ تو فوراً جواب دے گا کہ اسلام اس کی کتاب قرآن ہے جسے دن رات پڑھتا ہے تلاوت کرتا ہے۔ تو یہ ان پر اتمام حجۃ ہوئی۔ اس کے باوجود وہ اسلام اور قرآن کو رسوا کرتا ہے اور ان لوگوں کی جاسوسیاں کرتا ہے۔ انہیں گرفتار کرتا ہے جو توحید کی طرف دعوت دینے والا ہے اور اسی اسلام و قرآن کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ جو توحید کی طرف دعوت دیتا ہے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کا درس دیتا ہے۔ طاغوت کی شریعت اور قانون سے براءت کا اعلان کرتا ہے وہ طاغوتی قانون جس نے شرعی احکام کو بے فائدہ و بے مصرف بنادیا ہے یہ مسلمان کہلانے والے عمالِ حکومت ان لوگوں کے خلاف توحید کے دشمنوں کی مدد کرتا ہے۔ حق کے مقابلے میں ان کا ساتھ دیتا ہے کیا اس طرح دین کی مخالفت بلکہ مقابلہ کسی بھی مسلمان کہلانے والے کی نظروں سے مخفی رہ سکتا ہے۔ کیا یہ اتنی پیچیدہ پوشیدہ اور مشکل بات ہے کہ اس کے بارے میں کہا جائے کہ اب بھی حجۃ قائم نہیں ہوئی؟ یہ تو دن کی روشنی کی طرح واضح بات ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو حقیقت توحید سے واقف نہیں ہیں وہ ہم سے کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی تکفیر سے تم کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو ؟ یعنی طواغیت کے ان گماشتوں اور حمایتیوں کی تکفیر کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اللہ کا یہ حکم ہے اور رہے گا تو اس کی حکمت اور مصلحت کا فائدہ معلوم کرنا ہمارے لیے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اللہ کے بندوں کے لیے یہی بات باعث خوشی رضامندی و اطمینان ہوتی ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اس پر عمل کرنا ہے

۔دوسری بات یہ ہے کہ اس کام کے بہت سارے فائدے ہیں جن کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں البتہ ایک فائدہ تو ظاہر اور واضح ہے کہ عملی توحید (ملۃ ابراہیم) ثابت ہو جاتی ہے تو یہی فائدہ کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (الممتحنۃ:4)

"تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بھی ہم تمہارا اور تمہارے اس عمل کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی و نفرت ظاہر ہو گئی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی اقتداء کی طرف دعوت دے رہا ہے اس ملت اور اس کے ارکان یعنی شرک و مشرکین سے براءت اپنانے کی دعوت دے رہا ہے ان سے دشمنی کا حکم دے رہا ہے جب براءت وعداوت کا اظہار نہیں ہو گا تو کافر و مسلم کا فرق کیسے واضح ہو گا؟ کس سے براءت کا اعلان کریں گے اور کیسے کریں گے ؟۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ، وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون)

"کہدو اے کافرو میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنا چاہتے ہو اور میں تمہارے معبود کی عبادت کرنے والا (مستقبل میں بھی) نہیں ہوں۔ اور نہ تم (مستقبل میں) میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو (لہٰذا) تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔"

ایک اور بہت بڑا فائدہ غلط کو صحیح سے الگ کرنا خبیث کو طیب سے ممتاز کرنا اور مجرمین کا راستہ طریقہ سامنے لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (الانعام:55)

''اور اس طرح ہم تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں تا کہ مجرمین کا راستہ واضح ہو جائے۔''

اب جو شخص کفر اور ایمان کافر اور مسلم میں فرق نہیں جانتا اس کے سامنے مجرمین کا راستہ کیسے واضح ہو گا؟ تا کہ وہ اس سے اجتناب کرے اور مؤمنین کے راستے پر چل پڑے۔ کس طرح مؤمنین سے اللہ کے لیے محبت اور مجرمین سے اللہ کے لیے نفرت کی جائے شرک و مشرکین سے نفرت وعداوت کا ظہار کیسے کیا جائے گا؟ جبکہ یہ ایمان کا مضبوط ترین کڑا ہے جسے تھامنا ایمان کا لازمی جزء ہے ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (الانفال:73)

''کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہو گا۔''

مؤمنین سے دوستی اور مشرکین سے دشمنی اسی وقت ہو سکتی ہے جب عملی طور پر دوستی و دشمنی کی علامات سامنے آجائیں دونوں طرف کے گروہوں میں تمیز ہو سکے مجرمین و مؤمنین کے راستوں کی تعیین ہو سکے اگر ایک چیز عملاً ثابت ہو جائے تو وہ بہت بڑی دلیل بن جاتی ہے اس مسئلے کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے ہی اب یہ معلوم نہیں ہو تا کہ کس سے محبت کی جائے کس سے نفرت وعداوت رکھی جائے؟ مسلمانوں اور مجرمین میں اختلاط پیدا ہو چکا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس اختلاط کی مذمت کی ہے فرمایا ہے:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (القلم:35)

''کیا ہم مسلمانوں کو مجرمین کی طرح بنا دیں گے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو؟''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّار (صٓ:28)

''کیا ہم متقین کو گناہ گاروں کی طرح بنا دیں گے؟''

اللہ نے اس مسئلے پر ہی کچھ احکامات کی بنیاد رکھی ہے مثلاً جان کی حفاظت، میراث، ولاء، نکاح، ذبح، دوستی اور معاملات وغیرہ حقوق جو صرف مسلم کے مسلم پر ہیں کافر اس سے خارج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موحدین جو معاملہ اور سلوک اور جو رویہ مشرکین کے ساتھ رکھتے ہیں دیگر لوگ جو اس مسئلہ کو اہمیت نہیں دیتے وہ اس طرح کا رویہ مشرکین کے ساتھ نہیں رکھتے بلکہ موحدین پر اعتراض

کرتے ہیں انہیں بدعتی بلکہ کافر تک قرار دینے سے دریغ نہیں کرتے صرف اس وجہ سے کہ یہ موحدین خالص توحید کو اپناتے ہیں شرک ومشرکین سے براءت کا اظہار کرتے ہیں ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔اس بنیاد پر ان لوگوں نے موحدین سے نفرت وعداوت شروع کرر کھی ہے ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں ان کی دعوت کو مطعون کرتے ہیں اس کے برعکس اللہ کے دشمنوں سے ہر طرح کی محبت ودوستی روارکھتے ہیں انہیں اپنی محفلوں میں شریک کرتے ہیں یہ لوگ توحید کی عظیم مصلحت جوکہ مسلمانوں اور مشرکین میں فارق ہے اور ملکی یکجہتی جوکہ کافروں اور مسلمانوں کو یکجا کرتی ہے دونوں میں فرق نہیں کرتے۔یہ لوگ جہالت یا تجاہل کی وجہ سے نبیe کی اس وصف سے بے پروائی کرتے ہیں جو فرشتوں نے بیان کی تھی کہ:

((ومحمد فرق بين الناس)) ،(بخاری)ایک روایت میں ہے((فرّق بين الناس))

"کہ محمد ﷺ لوگوں میں (مسلمان مشرکوں کے درمیان)فرق کرنے والے ہیں۔"

یہ لوگ فرقان کی رہنمائی سے اعراض کرتے ہیں جس نے مشرکین وموحدین میں فرق کیا ہے ایک فائدہ اس تکفیر کا یہ ہے کہ مشرکین بت پرست،مشرکین اہل کتاب اور مشرکین مرتدین کی پہچان ہو جاتی ہے کہ اصلی کافر یہی ہیں۔صحیحین کی ایک روایت میں رسول ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

تم ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں انہیں سب سے پہلے " لا الٰہ الا اللہ "کی دعوت دو،ایک روایت میں ہے انہیں اللہ کی وحدانیت کی دعوت دو۔،اگر وہ تمہاری اس بات کو تسلیم کرلیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

نبی ﷺ نے ان لوگوں کی حالت وحکم دونوں بتلادیئے پھر دعوت کی ترتیب بتائی ان سے کیا معاملہ کرنا ہے وہ بتایا۔آخر میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہیں اللہ کا خوف کرنا چاہیے اپنے بارے میں بھی اور ہمارے بارے میں بھی جو لوگ کہ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم بالعموم تمام لوگوں کو کافر کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے ہماری بات سنی ہی نہیں نہ ہماری کتابیں پڑھی ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا ہے جس سے کوئی بات مخفی نہیں ہے ان کی تمام چھوٹی بڑی باتیں اعمال نامے کے اندر محفوظ ہوری ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا(الاحزاب:58)

”جو لوگ مؤمن مردوں عورتوں کو ایذاء دیتے ہیں اس بات یا کام پر جو انہوں نے کیا تک نہیں تو یہ (ایذاء دینے والے الزام لگانے والے) بہت بڑا گناہ اور بہتان کا کام کر رہے ہیں۔“

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((من قال فی مؤمن مالیس فیہ أسکنہ اللہ ردْغة الخبال حتی یأتی بالمخرج مما قال))

(رواہ أبوداود وطبرانی وغیرھما)

”جس نے مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اس آدمی کو جہنمیوں کی پیپ میں رکھے گا جب تک اس جرم کی سزا نہ بھگت لے۔“

ہم وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کسی مسلمان کو ایسے گناہ پر کافر قرار نہیں دیتے جو کافر بنانے والا گناہ نہ ہو جب تک وہ اس گناہ کو حلال نہ سمجھے۔ نہ ہم بالعموم تمام لوگوں کو کافر کہتے ہیں جس طرح کہ ہم پر طاغوتوں کے حمایتی الزام لگاتے ہیں ہم اس کو کافر کہتے ہیں جو توحید کو ڈھانے والا یا ڈھانے والوں کے مددگار و معاون ہیں یا جو لوگ توحید کے منافی امور کے مرتکب ہیں یا اہل توحید سے دشمنی کرتے اور اہل توحید کے دشمنوں سے دوستی اور مدد کرتے ہیں جو موحدین کے خلاف ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تکفیر کے لیے کچھ شرائط اور موانع ہیں ہم ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر تکفیر کرتے ہیں اور جب موانع ور کاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں تب کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ کوئی شخص بعض دفعہ کفریہ قول یا عمل کا ارتکاب کرتا ہے مگر کسی رکاوٹ اور مانع کی وجہ سے اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ ہم نے ان سطور میں جو کچھ کہا ہے یا دیگر اپنی کتب میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہے توحید کے دشمنوں شرک کے حمایتیوں سے نکلنے والوں کی تکفیر سے متعلق جو کہ دین سے نکلنے کے علاوہ انسانوں کے بنائے ہوئے شرکیہ دساتیر و قوانین کی حمایت و مدد کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے واضح کفر پر ہمارے پاس شرعی دلائل ہیں یہ کام ہم استحسان، تقلید یا اپنی خواہش کی بنا پر نہیں کرتے ہم ان سے کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:42)

”حق اور باطل کو باہم خلط مت کرو حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔“

ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ان دونوں کے علاوہ ہم کسی کو فیصلہ کا حق نہیں دیتے قرآن و سنت سے کوئی دلیل لے آؤ جو ہماری اس بات کو غلط ثابت کر دے تو آپ دیکھیں گے کہ ہم اپنی بات سے کتنی جلدی رجوع کرتے ہیں۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرۃ:111)

"دلیل لاؤ اور اپنی سچائی ثابت کرو۔"

جہاں تک بلا دلیل اور خود ساختہ الزامات و بہتانوں کی بات ہے جن میں قرآن و سنت کی کوئی دلیل نہیں ہے تو ہم ان کو رد کرتے ہیں انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتے بلا دلیل باتیں کرنا بے فائدہ و بے مقصد کام ہے ہم اس سے گریز کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ (الجاثیۃ:6)

"اللہ اور اس کی آیات کے علاوہ یہ کس بات پر یقین کریں گے؟"

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ قرآن و سنت کے بارے میں فرماتے ہیں:

جس کے لیے یہ دونوں کافی نہیں تو اللہ اسے زمانے کی برائیوں سے نہ بچائے۔ جس کو ان دونوں سے تسلی و تشفی اور شفاء نہیں ملتی اللہ اس کے دل و جسم میں شفاء نہ دے۔ جس کے لیے یہ دونوں کفایت نہ کریں۔ اللہ اسے محروم ہی رکھے۔ بات ہمیشہ بڑوں سے کی جاتی ہے۔ ذلیل و کمتر لوگوں سے نہیں۔

شرک کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی شرک تو شرک ہے

آخری میں دین سے ناواقفیت کے بارے میں محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمۃ اللہ علیہم کے دو قول پیش کرتے ہیں۔

محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جس نے غیر اللہ کو پکارا، مردہ، زندہ، غائب کو یا اس سے مصیبت میں فریاد کی تو وہ مشرک کافر ہے اگرچہ اس نے اپنے اس عمل سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا اللہ کے ہاں سفارش تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ (الدرر السنیۃ: 1/ 567)

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس امت میں توحید کے مخالفین کی قسمیں ہیں یا تو طاغوت ہیں جو اللہ کی ربوبیت والوہیت میں مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو بت پرستی کی طرف دعوت دے رہے ہیں یا مشرک ہیں جو غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور عبادت کے مختلف طریقوں سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کو توحید میں کوئی شک ہے کہ یہی انسان پر لازمی ہے یا اللہ کی عبادت میں شریک کرنا جائز ہے؟ یا وہ جاہل ولا علم لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شرک اللہ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اکثر عوام اس طرح کے ہیں اس لیے کہ یا تو وہ جاہل ہیں یا اپنے اسلاف کی تقلید کر رہے ہیں اس لیے کہ دین سے ناواقفیت زیادہ ہو گئی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا دین بھلا دیا گیا ہے۔

(فتح المجید: 370)

کچھ وضاحت غربتِ اسلام کے بارے

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن عام انطاکی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بہت بڑے عالم تھے ان کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے کئی زمانوں میں سے ایک زمانہ ایسا پایا کہ اس میں پہلے کی طرح غریب لوٹا اور اس میں حق کی صفت بھی غریب تھی۔ اس زمانہ میں اگر آپ کسی عالم سے ملیں گے تو وہ بھی آپ کو دنیا کی محبت میں گرفتار ملے گا وہ بھی تعظیم اور سرداری کو پسند کرے گا اور اگر آپ کسی جاہل سے ملیں گے تو آپ اس کو اپنی عبادت کے بارے میں فریب خوردہ پائیں گے اس کو شیطان نے

دھوکہ دیا۔ اسے عبادت کے اعلیٰ مقام تک شیطان نے پہنچادیا ہے حالانکہ وہ جاہل تو عبادت کے ادنیٰ درجہ سے بھی واقف نہیں ہے تو اعلیٰ درجے تک کیسے پہنچ گیا یہ سب کے سب بھیڑیئے اور لومڑیاں ہیں درندے ہیں یہ تو حالت ہے اس زمانے کے اہم اور اہل علم افراد کی اور حکمت ودانائی کی دعوت دینے والوں کی۔ (الحلیۃ لأبی نعیم: 9/286)

یہ حالت تو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے علماء کی بیان کی ہے اس کے بعد کے ادوار ہمارے زمانے تک تو مزید انحطاط کے دور ہیں جس کا احساس کسی کو نہیں۔ (کشف الکربۃ: ص37)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمۃ اللہ علیہ غربتِ اسلام کے بارے میں کہتے ہیں: اہل علم کو دین اسلام پر رونا چاہیے کہ اس کی نشانیاں تک مٹ گئی ہیں اسی طرح ہدایت بھی معدوم ہے۔ اور دنیا کی علامات واضح ہیں۔ لوگوں کی تگ ودو صرف دنیا کے حصول اور مال جمع کرنے کے لئے ہے دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اپنا دین بگاڑ رہے ہیں۔ دنیاداروں جرائم پیشہ افراد سے دوستیاں کی جارہی ہیں۔

دین ابراہیم علیہ السلام دین حنیف کو نہ چھپانے والوں کا کوئی سہارا نہیں ہے اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔

نہ امر بالمعروف کا نام ونشان ہے نہ نہی عن المنکر کا یہ چیزیں معدوم ہوگئی ہیں۔

دین تو آپس کی محبت اور کفار ومشرکین سے نفرت کا نام تھا اب یہ سب کچھ کہاں؟ اب دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کے خلاف بغاوت کرنے والوں سے کون پوچھتا ہے؟ ہم اپنے ٹوٹے دلوں کی شکایت صرف اللہ ہی سے کرسکتے ہیں لوگوں نے مشرکین سے دوستیاں وتعلقات پیدا کرلئے ہیں معاشی ترقی کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں (مگر اسلام کے لئے نہیں) کفار کے ممالک میں ان کے ساتھ ہنسی خوشی رہتے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ اسلام کو ایسے مددگار عطا فرمائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس کی ترقی سربلندی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کریں۔ آمین۔

یہ تھیں میری چند گزارشات جو میں نے خیر خواہی کے طور پر گوش گزار کیں۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب (ھود: 88)

میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میری استطاعت ہے صرف اللہ سے توفیق مانگتا ہوں اسی پر بھروسہ ہے اسی کی طرف توجہ ہے۔

۞۞۞۞۞

